کلمۃ الخیر

سود کے بارے میں عدالتِ عظمیٰ کے ریمارکس

حمد وستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنھوں نے حق کا بول بالا کیا۔

گزشتہ دنوں عدالتِ عظمیٰ کے ایک بنچ نے سود کے خلاف سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل راجہ محمد ارشاد کی دائر کردہ درخواست یہ کہہ کر خارج کر دی کہ یہ کیس شرعی عدالت میں زیرِ سماعت ہے، فاضل منصفین نے مزید یہ کہا کہ ''جو سود نہیں لینا چاہے وہ نہ لیں، جو لے رہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا، سپریم کورٹ آئین کی محافظ ہے ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر لوگوں کو سود کے خاتمے کا سبق نہیں پڑھا سکتے'' (روزنامہ نوائے وقت ۷ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

عدالتِ عظمیٰ کے معزز اصحاب عدل وانصاف کے احترام اور خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی خدمت میں باادب گزارش ہے کہ سود کے متعلق ان کے ریمارکس پوری قوم کے لیے صدمہ وافسوس کا باعث بنے ہیں ،اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے ملک میں سود جیسے قبیح جرم کے بارے میں فاضل عدالت کا یہ کہنا کہ ''جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں، جو لے رہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا'' ایک طرح سے سود خوروں کی حوصلہ افزائی اور سود جیسی لعنت سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔

سود کو کسی بھی آسمانی مذہب میں حلال نہیں کہا گیا، یہودی اور عیسائی مذہب میں تحریف کے باوجود سود کی ممانعت کے احکام موجود ہیں، لیکن جس شدت اور تاکید کے ساتھ اسلام نے سود سے منع کیا ہے، کسی اور مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی، قرآن کریم کی سات آیات میں صراحتاً سود کو حرام وناجائز قرار دیا گیا ہے، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا گیا کہ ''اگر تم سود سے باز نہیں آتے تو پھر اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ'' (البقرہ آیت ۲۷۸)

آنحضرت ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، سودی معاملہ کو لکھنے والے اور ایسے معاملہ پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے (مسلم عن جابر بن عبداللہ ◆) ایک روایت میں ہے کہ سود کا وبال تہتر قسم کا ہے جس میں کمتر درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے بدکاری کرے (مستدرک حاکم عن عبداللہ بن مسعود ◆) حضرت عبداللہ بن سلام ◆ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم تینتیس بار زنا کرنے سے بڑھ کر ہے (طبرانی)۔

آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ سود ان برائیوں میں سے ہے جن کی وجہ سے دنیا میں بھی عذاب آتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس ◆ سے مروی ہے کہ جب کسی آبادی میں زنا اور سود کی کثرت ہوجائے تو گویا اس آبادی والوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو اتارلیا (مستدرک حاکم) اور ایک روایت میں ہے کہ جب کسی قوم میں سود عام ہوجاتا ہے تو وہ قوم قحط سالی میں مبتلا کردی جاتی ہے (مسند احمد عن عمرو بن عاص ◆)

سود نہ چھوڑنے کو خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا ہے، یہ ایسی سخت وعید ہے جو قرآن کریم میں اور کسی معصیت کے ارتکاب پر نہیں دی گئی، اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباس ◆ نے فرمایا ہے کہ اسلامی مملکت میں کوئی سود چھوڑنے کو تیار نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادے۔

نزول قرآن مجید سے قبل بھی سود ایک متعارف اور معروف چیز تھی کہ قرض پر بحساب میعاد زیادتی لینے کو ''ربوا'' کہا جاتا تھا، قرآن کریم میں اس کی حرمت نازل ہوتے ہی تمام صحابہ کرام ◆ نے اس ربوا کو ترک کردیا اور اس کا معنی اور حقیقت سمجھنے میں کسی کو نہ اشکال پیش آیا نہ اشتباہ۔ آج کل جو ''ربوا'' انسانی معاشیات کا مدار سمجھا جاتا ہے اور مسئلہ سود میں جو جو زیر بحث ہے، علماء کی تصریحات کے مطابق وہ یہی ربوا ہے، جس کی حرمت قرآن کریم کی سات آیات، چالیس احادیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، یہی وجہ ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں اس کی ایک نظیر بھی نہیں ملتی کہ کسی قاضی یا جج نے یہ کہا ہو کہ ''جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں، جو لے رہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا'' اگر یہ منطق تسلیم کرلی جائے تو پھر انتظامی ادارے اور عدالتوں کا کیا جواز رہ جائے گا اور اگر کوئی شخص اسی وزن پر یہ کہے کہ جو رشوت نہیں لینا چاہتے وہ نہ لیں جو لے رہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا'' جو چوری نہیں کرنا چاہتے وہ نہ کریں جو کررہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا، جو قتل نہیں کرنا چاہتے وہ نہ کریں، جو کررہے ہیں ان سے اللہ پوچھے گا، تو کیا یہ اسلوب اور استدلال اصحابِ فکر و دانش نہیں کسی عامی کے ہاں بھی سندِ قبول پاسکتا ہے، حکومتیں اور عدالتیں اس لیے بنائی جاتی ہیں کہ وہ معاشرے کو جرائم

اور گناہوں سے پاک کریں اور مجرم کو سزا دینے اور مواخذہ کو آخرت کا مسئلہ قرار دینے کی بجائے زندہ معاشرے میں قانون و آئین کی پابندی کو یقینی بنائیں تا کہ دنیا میں انسانیت فلاح و بہبود پا سکے، فاضل جج صاحبان نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سپریم کورٹ آئین کی محافظ ہے، اس کا ظاہری مفہوم تو یہی بنتا ہے کہ آئین پاکستان کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے، قرآن و سنت کی حفاظت ہماری ذمہ داری نہیں۔ عدالتِ عظمیٰ کے فاضل جج صاحبان نے جس آئین کے تحفظ کی ذمہ داری قبول کی ہے، اسی آئین کی شق نمبر 38 (ایف) میں درج ہے کہ "حکومت جس قدر جلد ممکن ہو سکے ربوا (سود) ختم کرے گی" یہ شق ذوالفقار علی بھٹو کی جمہوری حکومت میں آئین کا حصہ بنی جس میں حکومت کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ سود کو جلد از جلد ختم کرے۔

۱۹۷۷ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم کا دور آیا تو انہوں نے شخصی و ذاتی شرافت اور نیکی کے باوجود (جس کا قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا) دس سال تک یہ پابندی عائد کیے رکھی کہ وفاقی شرعی عدالت مالی معاملات میں شریعت کے حوالہ سے کوئی کیس نہیں سنے گی، دس سال کی پابندی ختم ہوئی تو ۱۹۹۱ء میں وفاقی شرعی عدالت نے ۱۵۷ صفحات کا فیصلہ تحریر کیا جس کے تحت ۳۰ جون ۱۹۹۲ء سے بینک کے سودی کاروبار کو حرام قرار دیدیا گیا، اس وقت نواز شریف وزیراعظم تھے، انہوں نے سپریم کورٹ سے حکم امتناعی لے لیا، نواز شریف اور بے نظیر ادوار میں یہ سلسلہ یونہی چلا تا رہا، یہاں تک کہ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۹ء کو سپریم کورٹ کے فل بینچ نے سود کی حرمت کا تاریخ ساز فیصلہ دیا، یہ فیصلہ ایک ہزار سے زائد صفحات پر تھا، اس فیصلے کے خلاف پرویز مشرف نے ایک بنک سے نظر ثانی کی درخواست دلوائی۔ قانونی طور پر نظر ثانی صرف وہی جج کر سکتے ہیں جنہوں نے فیصلہ دیا ہو، حکومت کو ان سے خدشہ تھا کہ وہ اپنا فیصلہ برقرار رکھیں گے، چنانچہ ان کی جگہ ایک نیا بنچ تشکیل دیا گیا، جس نے سپریم کورٹ کے سود حرام قرار دینے کے فیصلے کو کالعدم کر دیا، وفاقی شرعی عدالت میں یہ کیس ۱۵ سال سے سرد خانے میں ہے، اور اگر کوئی سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اس کی پٹیشن خارج کر دی جاتی ہے کہ یہ کیس وفاقی شرعی عدالت میں زیر سماعت ہے، یہ ایک مغالطہ آمیزی ہے، اس لیے کہ وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات محدود ہیں اس کا کام یہ ہے کہ بتائے کہ فلاں چیز غیر شرعی ہے اور فلاں غیر شرعی نہیں، وفاقی شرعی عدالت کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ سودی نظام کا خاتمہ کر سکے، یہ اختیار صرف سپریم کورٹ کے پاس ہے، سپریم کورٹ ہی سودی نظام کے خاتمہ کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ ایک غریب پاکستانی سے لے کر عدالت عظمیٰ کے ججوں اور صدر و وزیراعظم تک کسی کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ہم سب اس چند روزہ زندگی میں عرصۂ امتحان میں ہیں، آج عدل کی ترازو جن ہاتھوں میں ہے کل ان کی فرد عمل احکم الحاکمین کے ہاتھ میں

ہوگی۔سپریم کورٹ اگر چاہے تو سوموٹو ایکشن کے تحت سود کو حرام قرار دے سکتی ہے، یہ ایک ایسا فیصلہ ہوگا جو سپریم کورٹ کے ججوں کو دنیا و آخرت میں نیک نام اور سرخرو کردے گا۔انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کتنے ہی خوش نما دل کش کیوں نہ ہوں ان کی حاکمیت تسلیم کرنا اور خالق کائنات کی حاکمیت کا قولاً یا عملاً انکار کرنا حدود بندگی سے تجاوز ہے، حدودِ بندگی سے تجاوز کرنے والوں اور اللہ جل شانہ کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنے والوں کے بارے میں سورۃ مائدہ کے ایک رکوع میں تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے گئے" **ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاؤلئک ھم الکافرون (۴۴) ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاؤلئک ھم الظالمون(۴۵) ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاؤلئک ھم الفاسقون(۴۷)** جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں وہ کافر ہیں......ظالم ہیں......فاسق ہیں۔

ان آیات قرآنیہ کو سامنے رکھیں اور ہماری موجودہ کیفیت کا جائزہ لیں کہ ہم نے اللہ کے قانون کو کس قدر نافذ کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم انفرادی طور پر مسلمان ہیں مگر ہمارا اجتماعی نظام طاغوتی بنیادوں پر استوار ہے

ہادیٔ عالم ﷺ

مرسلہ: محمد عمیر مشتاق (ملتان)

ہر دم درود سرورِ عالم ﷺ کہا کروں   ہر لحہ محو روئے مکرم رہا کروں
اسمِ رسول ﷺ ہوگا مداوائے دردِ دل   صــلِ عــلــی سے دل کے دکھوں کی دوا کروں
ہر سطر اُس کی اسوۂ ہادی ﷺ کی ہو گواہ   اس طرح حال احمدِ مرسل ﷺ لکھا کروں
معمور اس کو کر کے معریٰ سطور سے   ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں
گو مرحلہ گراں ہے مگر ہو رہے گا طے   اسمِ رسول ﷺ سے ہی درِ دل کو وا کروں
ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ   طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں
دے دوں اگر رسولِ مکرم ﷺ کا واسطہ   دل کی ہر اِک مراد ملے، گر دعا کروں
اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر   اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں
اُردو کو اِک رسالۂ الہام دو ولی   لوگوں کو دورِ ہادیٔ عالم ﷺ عطا کروں

(اردوئے معریٰ بغیر نقاط والی نعت) از: حضرت مولانا محمد ولی رازی صاحب
مؤلف ہادیٔ عالم صاحبزادہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا شفیع عثمانی (رحمہ اللہ)

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

گزشتہ سے پیوستہ:

ملفوظ : اور میں نے جو نئے آدمی کے لیے یہ قید تجویز کی کہ چند روز یہاں پر آ کر قیام کرو اور اس زمانہ قیام میں نہ مکاتبت کرو نہ مخاطبت ،اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ وہ آنے والے مجھ کو دیکھ لیں اور میں ان کو،اس کے بعد اگر مناسبت ہو طرفین میں تو پھر تعلق کی درخواست کا مضائقہ نہیں سو اس تجویز سے لوگوں کو بیحد نفع ہوا،اسی طرح ایک اور رسم ہے کہ سفارش لاتے ہیں، یہ بھی برا ہے اس کا حاصل تو یہ ہے کہ دوسرے کو مقید کرنا اور کسی بڑے کے اثر سے مجبور کرنا سو یہ بہت وجوہ سے برا ہونے کے علاوہ ادب کے بھی خلاف ہے اس طریق میں ایسا واسطہ ٹھیک ہی نہیں بلاواسطہ ہی تعلق ٹھیک ہے، کیونکہ ہر شخص سے جدا معاملہ ہوتا ہے اس لیے کہ ہر شخص کی جدا حالت ہوتی ہے تو سفارش میں آزادی نہیں رہتی لیکن اس سے ہر واسطہ کا مضر ہونا نہ سمجھا جاوے بعض جگہ واسطہ رحمت ہوتا ہے اور عدم واسطہ خطرناک ہوتا ہے جیسے علوم کہ وحی کے واسطہ سے رحمت محضہ ہیں اور بدون اس واسطہ کے خطرناک و محتمل ابتلاء، چنانچہ جو علم انبیاء کو بلاواسطہ (عطا) ہوتا ہے اس میں اندیشہ ابتلا کا ہوتا ہے اور وہ خطرناک ہوتا ہے اور جو بواسطہ وحی ہوتا ہے اس میں فقط رحمت ہی ہے کہ کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں ہوتا، یہ تو وحی کے واسطہ کی خاصیت ہے لیکن اگر محض استدلال عقلی کا واسطہ ہو اور اس کی صحبت کی شہادت شروع سے نہ ہو وہ واسطہ محض لاشئے و نا قابل اعتبار ہے،مولانا اسی واسطہ سے متعلق فرماتے ہیں:

علم کان نبود ز حق بے واسطہ ‏ ‏ ‏ ‏ در نپاید ہمچو رنگ ماشطہ

خلاصہ یہ کہ نہ واسطہ کا وجود فی نفسہ مقصود ہے نہ واسطہ کا عدم، جہاں واسطہ کا وجود نافع ہو وہاں واسطہ مقصود ہے اور جہاں واسطہ کا عدم نافع ہو وہاں واسطہ کا عدم مقصود ہے تو حکم کا مدار نفع وضرر ہے نہ کہ خود واسطہ کا وجود یا عدم، البتہ اگر الہام متأید بالشرع ہو اس تائید کے سبب وہ بھی رحمت ہے کیونکہ اہل اللہ کا قلب صاف ہوتا ہے، اس پر واردات ہوتے ہیں، یعنی ان کے قلب میں جو الہامات ہوتے ہیں وہ حق تعالیٰ کے خطاب خاص ہیں، جاننے والے کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بول رہا ہے یا بیٹھا ہوا بتلا رہا ہے مگر شرط اس میں وہی ہے کہ قواعد شرعیہ کے خلاف نہ ہو ورنہ اس کو الہام رحمانی اور القاء ربانی نہ کہیں گے بلکہ اس کو حدیث النفس یا وسوسہ شیطانی سے تعبیر کریں گے، بعض کا الہام تو یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ یہ کرو یہ نہ کرو یہ مت کھاؤ، یہ مت پیو، اس سے ہدیہ لو، اس سے ہدیہ نہ ہو اس کو بیعت کر و اس کو مت کرو، اب اس کے مقتضا پر اگر وہ کسی کی درخواست قبول کرنے سے انکار کرتا ہے تو اس پر اعتراضات ہوتے ہیں کہ فلاں کو قبول کر لیا، فلاں کو قبول نہ کیا، فلاں سے ہدیہ لے لیا فلاں سے نہیں لیا، مگر اس کے جواب میں بھی کہنا پڑے گا:

در دنیا حال پختہ ہیچ خام ‏ ‏ ‏ ‏ پس سخن کوتاہ باید و السلام

(از الافاضات الیومیہ ص۸۲،۸۳)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید **حسین احمد مدنی** قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلام ؒ کے حیرت انگیز واقعات

جماعت میں شرکت کے لیے اضطراب:

مرض الموت کے دوران جبکہ اطباء اور ڈاکٹروں نے باہر تشریف لانے اور نقل وحرکت کی قطعی ممانعت کردی تھی، برابر یہی فرماتے رہتے کہ "بھائی! باہر کا کمرہ زیادہ دور نہیں، مجھ کو فقط جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدیجیے، نماز پڑھ کر فوراً واپس آجاؤں گا بیٹھوں گا نہیں، مگر اطباء برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت! اس وقت نقل وحرکت بہت مضر ہے چند دن آرام فرمالیں، اس کے بعد ان شاء اللہ کوئی ممانعت نہیں رہے گی، اور گھر میں بھی آپ بیٹھ کر ہی نماز پڑھیں، حضرت ؒ نے باہر نہ نکلنے کے حکم کو تو مجبوراً مان لیا لیکن بیٹھ کر نماز نہیں پڑھی، البتہ جب ضعف اپنی انتہاء کو پہنچ گیا اور کھڑے ہونے کی سکت جسم میں باقی نہیں رہی تو آخر میں ہفتہ عشرہ بیٹھ کر نمازیں ادا فرماتے رہے، قضا پھر بھی کوئی ایک نماز نہیں ہوئی نومبر کا اخیر عشرہ بہت زیادہ شدتِ مرض اور تکلیف کا تھا مگر جب نماز کا وقت ہوتا فوراً دریافت فرماتے تھے کہ کیا اذان ہوگئی؟ اگر معلوم ہوتا کہ اذان ہوگئی ہے تو فوراً نماز کی تیاری شروع فرمادیتے۔

ایک مرتبہ لیٹے ہوئے تھے، میں بدن دبا رہا تھا، فرمایا کہ اذان ہوگئی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں مگر ابھی دو منٹ گزرے ہوں گے ابھی تو کافی وقت ہے، آپ تھوڑی دیر اور آرام فرمالیں، فرمانے لگے نہیں بھائی! جب تک نماز سے فراغت نہیں ہوجاتی طبیعت میں الجھن اور پریشانی رہتی ہے، اسی بیماری کے دوران میں جب کچھ صحت کے آثار نمایاں ہونے لگے اور اطباء نے مہمان خانے میں جاکر جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی، اب حضرت ؒ بالکل اسی طرح نماز مع سنن ومستحبات ادا فرماتے جیسے حالت صحت میں ہوں، ہم لوگوں نے ارادہ بھی کیا کہ امام صاحب سے کہہ دیں کہ نماز ذرا اختصار کے ساتھ پڑھایا کریں، لیکن اس سلسلہ میں حضرت ؒ کی شدت کو دیکھتے ہوئے کسی کو ہمت نہ ہوئی، اتفاق سے اسی دوران میں حکیم محمد یٰسین صاحب بجنوری ؒ رکن مجلس شوری دار العلوم دیوبند تشریف لائے اور انہوں نے حضرت ؒ کی اس کیفیت کا مشاہدہ کیا تو رخصت ہوتے وقت حضرت ؒ سے حکیم صاحب ؒ نے فرمایا کہ آپ پر مرض کا غلبہ ہوتا جارہا ہے اور اس مرض میں شدید ضرورت آرام کی ہے، اس لیے اول تو آپ باہر نہ تشریف لے جائیں اور اگر جائیں تو نماز ذرا اختصار کے ساتھ ادا فرمائیں۔

(جاری ہے)..از شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۷۸

تقریر صحیح بخاری شریف

قسط (۱۲)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوراللہ مرقدہ

بانئ جامعہ خیرالمدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہٰذا)

یتمثل لی الملک رجلا:

اس میں نحوی کلام کیا ہے، بہت کہ رجلا یا تو تمیز ہے یا حال ہے ملک سے، دونوں غلط ہیں کیونکہ تمیز آیا کرتی ہے رفع ابہام کے لئے جیسے رطل زیتا اور ملک میں کوئی ابہام نہیں ہے تو یہ غلط ہے، اور حال معنیٰ میں خبر کے ہوتا ہے اُس وقت ہو گیا الملک رجلا اس وقت حمل صحیح نہیں جیسے الحجر شجر میں۔

جواب: رجلا منصوب بنزع خافض ہے ای یتمثل لی الملک بصورۃ الرجل تو نہ حال ہے نہ تمیز، البتہ منصوب بنزع خافض ہے۔

وقد وعیت عنہ:

عنہ کا مرجع ملک ہے، لیکن ملک کا پہلے ذکر نہیں۔ جواب نمبر ۱ یہ غیر ماہولہ کی طرف نسبت ہے یعنی مجاز عقلی ہے۔ جواب ۲: یا مجاز لغوی ہے، تو اس میں مضاف محذوف ہے ای وعیت عن صاحب الوحی.

فائدہ: قسطلانی شرح بخاری ص ۴۶ میں ہے کہ تفسیر ابن عادل میں منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام آدم علیہ السلام کے اوپر بارہ مرتبہ وحی لائے ہیں، اور ادریس علیہ السلام پر چار مرتبہ اور نوح علیہ السلام پر پچاس مرتبہ اور ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس مرتبہ اور موسیٰ علیہ السلام پر چارسو مرتبہ، اور عیسیٰ علیہ السلام پر دس مرتبہ اور حضور ﷺ پر چوبیس ہزار مرتبہ۔ (یہ) قسطلانی نے ابن عادل سے نقل کیا ہے، باقی حوالہ قسطلانی اور ابن عادل کی گردن پر ہے۔

قالت عائشۃ □:

اس میں دو احتمال ہیں (۱) تو یہ ہے کہ سندِ اول کے ساتھ اس کی بھی سند ہے (یعنی وہی سند ہے) اس کا عطف ہے عن عائشۃ □ پر۔ اور واؤ یہاں محذوف ہے۔ بعض نحویوں نے (ابن مالک نحوی نے الفیہ میں) کہا ہے کہ حرف عطف محذوف ہوتا ہے یہ جائز ہے، اس وقت یہ سمجھ میں آیا کہ یہ قول جو ہے یہ بھی باسند ہے بلاسند نہیں (۲) کہ یہ تعلیق ہے، تعلیق اس کو کہتے ہیں کہ شروع میں سند نہ ہو۔

وان جبینہ لیتفصد عرقا:

اور بے شک ماتھا آپ ﷺ کا بہاتا پسینہ کو۔

اعتراض: یہاں معلوم ہوا کہ پسینہ آجاتا تھا تو سخت گرمی ہوتی تھی اور دوسری حدیث میں آرہا ہے **زملونی زملونی** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت سردی تھی تو وہ اس کے مخالف ہے۔

جواب(۱): باطن میں آپ ◆ کے حرارت ہوتی تھی، ظاہر بدن میں آپ کے سردی ہوتی تھی۔

جواب(۲) عین وحی نازل ہونے کے وقت میں آپ کو سخت گرمی ہوتی تھی اور جب وحی بند ہوجاتی اور آپ ◆ گھر جاتے تو سردی ہوجاتی تھی، قرآن میں آتا ہے **انا سنلقی علیک قولا ثقیلا** (ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بھاری بات) اور بعض حدیثوں میں آتا ہے (مرفوعا) **ظننت نفسی تقبض** (کنز العمال) (میں گمان کرتا ہوں کہ میری جان نکل جائے گی)

مناسبۃ الحدیث بالباب:

ظاہری مناسبت واضح ہے، اور باطنی یہ کہ عظمت بڑی ہوتی تھی **وان جبینه لیتفصد عرقا.**

المسائل المستنبطۃ منہا:

(۱) فرشتوں کا وجود ہے، بعضے ملحد فرشتوں کا انکار کرتے ہیں۔(۲) سوال کرنا معانی سے جائز ہے، یہ کیف یاتیک الوحی سے معلوم ہوا۔(۳) فرشتہ متشکل بشکل مختلفہ ہوتا ہے۔(۴) سوال کرنا احوالِ انبیاء سے جائز ہے۔(۵) اگر سائل سوال کرے ایسی چیز سے جو ذو اقسام ہے تو مجیب کے لئے مناسب ہے کہ اس کی تفصیل کر کے بتلا دے۔

حدیث نمبر ۳: حدثنا یحییٰ بن بکیر:

یحییٰ بن بکیر۔ یہ اصل میں یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر ہے۔ یہاں نسبت دادا کی طرف کر دی گئی۔ ابن شہاب یہ تابعی ہے، اور عروہ بھی تابعی ہے، یحییٰ بن بکیر مصری ہے۔ باقی جتنے ہیں سب مدنی ہیں، یہاں سند میں دو خوبیاں ہیں (۱) مصری و مدنی راوی ہیں (۲) تابعی عن تابعی روایت کرتا ہے۔ **حتی جاءه الحق** اگر خبر موافق ہے واقعہ کے تو یہ صدق ہے، اگر واقعہ موافق ہے خبر کے تو یہ حق ہے (کمافی شرح التہذیب)

قولہ عن عائشۃ ◻:

حضرت عائشہ ◻ کی یہ حدیث مراسیل سے ہے، اس واسطے کہ مرسل اس کو کہتے ہیں کہ راوی واسطہ چھوڑ دیوے، اور خود بخود بیان کر رہی ہیں۔ اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ مرسل ہے یہ اس طرح کہ جس وقت آپ ◆ کو پہلے پہل وحی آئی وہ عائشہ ◻ اس وقت پیدا بھی نہ ہوئی تھیں۔

قولہ اول مابدیٔ بہ رسول اللّٰہ ﷺ:

وجہ خواب میں وحی کرنے کی (۱) انسان ضعیف البنیاد ہے اور وحی میں بہت قوت ہے اگر پہلے پہل بیداری میں وحی آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنبھال نہ سکتے، اس واسطے آپ ﷺ کو وحی خواب میں آئی تا کہ آپ ﷺ تیار ہو جائیں، چنانچہ آپ ﷺ کو پتھر (اور درخت[1]) سلام کرتے تھے، اور روشنی نظر آتی تھی، اس واسطے اللہ کی حکمت یہ ہوئی کہ پہلے خواب میں وحی آئی، پھر جب خواب کی تکمیل ہوئی تو آپ ﷺ کو تنہائی محبوب ہوئی کیونکہ خلوت میں سوچ آخرت کی اچھی طرح ہو گی اور بشری حالات و خیالات منقطع ہو جاتے ہیں۔ (۲) غیر سے وحی سیکھنے کا احتمال باقی نہ رہے (۳) لوگوں سے جب منقطع ہوں گے تو وحی کے ساتھ مناسبت ہو گی۔ (۴) توجہ تام ہو کیونکہ جب خلط ملط ہوتا ہے تو توجہ میں انتشار ہوتا ہے۔

قولہ وکان یخلو بغار حراء۔ وجہ تخصیص غار حراء للخلوۃ:

(۱) ایک زمانے میں کفار جو آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے تھے تو آپ ◆ ایک پہاڑ ثبیر پر تھے تو وہ بولا تھا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ کفار آپ ◆ کو قتل کر دیں گے تو اس نے انکار کر دیا، اب وہ مناسب نہ تھا لہٰذا غارِ حراء کو لیا۔ (۲) غارِ حراء میں کعبہ کی طرف آپ ﷺ کی نظر پڑتی تھی۔ (۳) آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی ایک زمانہ غارِ حراء میں چلہ کشی کی تھی تو آپ ﷺ نے بھی اس کو پسند کیا۔

فیتحنث:

آپ ◆ کی عبادت اس وقت میں کیسی تھی؟ آیا کسی شریعت کے مطابق تھی یا کسی کے موافق نہ تھی، اس میں دونوں احتمال ہیں، یا آپ ◆ کی عبادت تھی حضرت ابراہیم ◆ کی شریعت کے موافق اور یا جو دل میں عبادت آتی تھی۔

ذوات العدد:

(کئی راتیں) یہ قید اس واسطے بڑھائی کہ عام طور پر طریقہ ہے کہ لوگ جو دن میں کاروبار میں ہوتے ہیں تو رات کو واپس گھر جاتے ہیں تو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے **ذوات العدد** کہا۔

الجہد مفعول بھی ہے، فاعل بھی ہے، اور جیم کا فتحہ بھی ہے اور ضمہ بھی، بالفتح اگر مفعول ہو تو فرشتہ کی کوشش اور طاقت ہو گی اور جب فاعل بناؤ گے تو کوشش اور طاقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گی۔

جاری ہے

---

[1] خیر الباری ص ۱۱۱، ج ۱۔ قلمی

اشتہار فیصل آباد

تبلیغِ دین کی اہمیت وضرورت

تحریر — حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ؒ

بانیٔ تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کو اس کا پوری شدت سے احساس ہوا کہ اس وقت سب سے مقدم اور ضروری کام تبلیغ اور مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا احساس پیدا کرنا ہے اور یہ کہ دین سیکھے بغیر نہیں آتا اور دنیاوی ہنروں سے زیادہ اس کے سیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ احساس اور طلب اگر پیدا ہوگئی تو باقی مراحل ومنازل خود بخود طے ہو جائیں گے، اس وقت کے مسلمانوں کا عمومی مرض بے حسی اور بے طلبی ہے، لوگوں نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے، اس لئے ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے، ان میں مشغول ہوگئے، حالانکہ سرے سے ایمان پیدا کرنے ہی کی ضرورت باقی ہے۔

قرونِ اولیٰ کے مقابلہ میں تعلیم وتبلیغ، ارشاد واصلاح میں ایک عظیم تغیر یہ ہوا کہ ان کا دائرہ طالبین کے لئے محدود ہو کر رہ گیا، اہل طلب کے لئے تعلیم واصلاح اور ہدایت وارشاد کا پورا انظام اور اہتمام تھا، لیکن جن کو اپنے مرض کا احساس ہی سرے سے نہیں اور جو طلب سے خالی ہیں، ان کی طرف سے توجہ بالکل ہٹ گئی، حالانکہ ان میں طلب کی تبلیغ کی ضرورت تھی، انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت سارا عالم مستغنی اور سود وزیاں سے بے پرواہوتا ہے۔ یہ حضرات انہیں میں طالب علم پیدا کرتے ہیں اور کام کے آدمی حاصل کر لیتے ہیں، بے طلبوں اور بے حسّوں میں طلب واحساس پیدا کرنا ہی اصل تبلیغ ہے۔

اس احساس وطلب دین اور اسلام کے اصول ومبادی کی تلقین کا ذریعہ کیا ہے؟ اسلام کا کلمہ طیبہ ہی اللہ تعالیٰ کی رسی کا وہ سرا ہے، جو ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے، اسی سرے کو پکڑ کر آپ اسے پورے دین کی طرف کھینچ سکتے ہیں، وہ کشمکش نہیں کر سکتا، مسلمان جب تک اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے، اس کو دین کی طرف لے آنے کا موقع باقی ہے۔ اس موقع کے (خدانخواستہ) نکل جانے سے پہلے اس سے فائدہ اٹھالینا چاہیے۔

اب مسلمانوں کی اس وسیع اور منتشر آبادی میں دین کا احساس وطلب پیدا کرنے کا ذریعہ یہی ہے کہ ان سے اس کلمہ ہی کے ذریعے تقریب پیدا کی جائے اور اسی کے ذریعہ خطاب کیا جائے، کلمہ یاد نہ ہو تو کلمہ یاد کرایا جائے، غلط ہو تو اس کی تصحیح کی جائے، کلمہ کے معنی ومفہوم بتائے جائیں اور سمجھایا جائے کہ خدا کی بندگی وغلامی اور رسول ﷺ کی تابعداری کا اقرار ان سے کیا مطالبہ کرتا ہے، اس طرح ان کو اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی پابندی پر لایا جائے، جن میں سے سب سے عمومی، سب سے مقدّم اور سب سے اہم نماز ہے، جس میں

اللہ تعالیٰ نے یہ قابلیت رکھی ہے کہ وہ سارے دین کی استعداد وقوت پیدا کر دیتی ہے، جس بندگی کا کلمہ میں اقرار تھا، اس کا یہ پہلا اور سب سے کھلا ثبوت ہے، پھر اس شخص کی مزید ترقی اور استحکام کے لئے اس کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور اس تعلق کو بڑھانے کی طرف متوجہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے کی ترغیب دی جائے، نیز یہ بات اس کے ذہن نشین کی جائے کہ مسلمانوں کی طرح زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء اور اس کے احکام وفرائض معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کا کوئی ہنر اور کوئی فن بے سیکھے اور کچھ وقت صرف کئے بغیر نہیں آتا، دین بھی بے طلب کے نہیں آتا اور اس کو آیا ہوا سمجھنا غلطی ہے، اس کے لئے اپنے مشاغل سے وقت نکالنا ضروری ہے۔ یہ کام اتنا بڑا اور اتنا پھیلا ہوا ہے کہ اس کے لئے چند افراد اور چند جماعتیں کافی نہیں، اس کے لئے عام مسلمانوں کی مسلمانوں میں کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ بقول بانی تبلیغ مولانا محمد الیاس صاحبؒ اگر کروڑوں کے واسطے لاکھوں نہیں اٹھیں گے تو کس طرح کام ہوگا، نہ جاننے والے جتنے کروڑ ہیں، جاننے والے اتنے لاکھ نہیں''۔ مولانا کے نزدیک اس کام کے لئے عالمِ اسلام میں ایک عمومی اور دائمی حرکت وجنبش کی ضرورت ہے اور یہ حرکت اور جنبش مسلمانوں کی زندگی میں اصل اور مستقل ہے۔ سکون ووقوف اور دنیا کا اشتغال عارضی ہے، دین کے لئے اس حرکت وجنبش پر مسلمانوں کی جماعت کی بنیاد رکھی گئی اور یہی ان کے ظہور کی غرض وغایت ہے۔ ورنہ دنیا کے سکون ودنیاوی انہماک، کاروبار کی مصروفیت اور شہری زندگی کے کسی ضروری شعبہ میں کوئی ایسی کمی نہ تھی، جس کی تکمیل کے لئے ایک نئی امت کی ضرورت ہو۔

مسلمانوں نے جب سے اس جماعتی زندگی اور اصلی کام کو چھوڑ دیا یا ثانوی درجہ دے دیا، اس وقت سے ان کا انحطاط شروع ہوگیا اور جب سے ان کی زندگی میں سکون واستقرار اور پرسکون ومصروف شہری زندگی کی کیفیات وخصوصیات پیدا ہوگئیں، ان کا وہ روحانی زوال اور اندرونی ضعف شروع ہوگیا، جس کا عنوان خلافت راشدہ کا خاتمہ ہے۔ مولانا محمد الیاس صاحب ؒ فرماتے ہیں اور تاریخ ان کی لفظ بلفظ تائید کرتی ہے اور ان کے ہر دعوے پر شہادتیں پیش کرتی ہے:

''ہم نے جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے لئے نکلنا چھوڑ دیا، حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی۔ حضور اکرم ﷺ خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دیا، وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا۔ مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی مقدار افراد کے درجہ میں تھی تو ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت وشخصیت کے منفرداً دوسروں پر حق پیش کرنے کے لئے کوشش کرتا رہا۔ مدینہ میں اجتماعی اور متمدن زندگی تھی، وہاں پہنچتے ہی آپ ﷺ نے چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کردیں اور جو بڑھتے گئے وہ عسکریت کی طرف بڑھتے گئے، پرسکون زندگی صرف انہیں کو حاصل تھی، جو پھرنے والوں کے لئے ''مرجع'' اور پھرتے رہنے کا ذریعہ بن سکیں، غرض پھر اور

دین کے لئے جدوجہد اور نقل وحرکت میں رہنا اصل تھا، جب یہ چھوٹ گیا، جب ہی خلافت ختم ہوگئی۔

نظام کار: اس کام کے لئے جب مسلمانوں کی جماعتیں نقل وحرکت میں آجائیں تو ان کے کام کا نظام کیا ہوگا اور ترتیب کیا ہوگی؟ کس چیز کی اور کتنی چیزوں کی دعوت دی جائے گی؟ اس کا جواب مولانا الیاس صاحبؒ ہی کے الفاظ میں سنئے:

''اصل تبلیغ صرف دو امر کی ہے، باقی اس کی صورت گری اور تشکیل ہے، ان دو چیزوں میں ایک مادی ہے اور ایک روحانی۔ مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی۔ سو وہ تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے۔ روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ، یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا، جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں آپ سے یہ لوگ تصفیہ کرادیں، پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں'' (النساء) اور میں نے جن وانس کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

اسی کی حیثیت سے کوشش کرنا، اس وقت بدقسمتی سے ہم کلمہ تک سے ناآشنا ہو رہے ہیں، اس لئے سب سے پہلے اسی کلمہ طیبہ کی تبلیغ ہے، جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت ہمارا کوئی بھی مشغلہ نہیں ہوگا۔

- کلمہ کے لفظوں کی تصحیح کرنے کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے اور نمازوں کو حضور اکرم ﷺ کی نماز جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگے رہنا۔
- تین وقتوں کو (صبح وشام اور کچھ حصہ شب کا) اپنی حیثیت کے مناسب تحصیل علم وذکر میں مشغول رکھنا۔
- ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ محمدی سمجھ کر وقت نکالنا، یعنی ملک بہ ملک رواج دینا۔
- اس پھرنے میں خلق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا، اپنے فرائض (خواہ خالق سے متعلق ہوں یا مخلوق کے ساتھ) کی ادائیگی کی سرگرمی، کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا۔
- تصحیح نیت، یعنی عمل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدے وعید فرمائے ہیں، ان کے موافق اس امر کی تعمیل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور موت کے بعد والی زندگی کی درستی کی کوشش کرنا۔

مزہ آتا ہے کیوں تم کو غریبوں کے ستانے میں

مولانا محمد اکرام القادری (خانیوال)

مسلمان ہیں بزعم خویش ارباب حکومت بھی ۔۔۔ کمال حاصل ہے لیکن صرف باتیں ہی بنانے میں
غریبوں کے جگر، یاروں سے رونق ہے مدارس میں ۔۔۔ مزا آتا ہے کیوں تم کو غریبوں کے ستانے میں
فضاؤں میں اڑتے پھرتے ہو قالینوں پہ چلتے ہو ۔۔۔ تمہیں کیا علم کیا ہلچل ہے مفلس کے گھرانے میں
کہاں ہے باغباں گلشن بیاباں ہوتا جاتا ہے ۔۔۔ پرندے دم بخود بے بال و پر ہیں آشیانے میں
وہ جن کی روشنی میں کارواں راتوں کو چلتے ہیں ۔۔۔ لگے ہیں "رہبرانِ قوم" ہی ان کو بجھانے میں
بڑے بوڑھے بھی پہلی سی وضع داری نہیں رکھتے ۔۔۔ وطن کے نوجواں مشغول ہیں گانے بجانے میں
خود اپنی گردنوں پر دیو استبداد حیراں ہے ۔۔۔ ہمیشہ منہمک رہتا ہے جو مقتل سجانے میں
ارادے ظلم کے، باتیں فلاح و خیر خواہی کی ۔۔۔ بڑا ماہر ہے یہ ظالم، حقیقت کو چھپانے میں
مسلماں آج بھی فولاد ہے ریشم نہیں ہرگز ۔۔۔ وہ مٹ جائیں گے جو مصروف ہیں اس کے مٹانے میں
رقیبوں نے لکھائی ہے رپٹ جا جا کے تھانے میں ۔۔۔ کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں
چمن کے پھول پتوں میں ہمارا خون پنہاں ہے ۔۔۔ پسینہ کیوں بہاتے ہو ہمارے آزمانے میں
وہی قانون رائج ہے وطن میں آج بھی اکرام ۔۔۔ بدلنا چاہتے تھے جو فرنگی کے زمانے میں

عالمی تبلیغی اجتماع رائیونڈ

جس میں پوری دنیا سے لاکھوں مسلمان شرکت کریں گے

تحریر　مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی صاحب (جامعہ اشرفیہ لاہور)

زبان پر ذکر الٰہی، آنکھوں میں شب بیداری کے آثار، پیشانیوں پر سجدوں کے نشان، کاندھوں پر بستر، ایک ہاتھ میں ضروری سامان اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح لیے بے شمار قافلے اپنے مخصوص انداز اور ترتیب سے آج پوری دنیا میں ملک ملک شہر شہر، نگر نگر اور قریہ قریہ اپنے قدموں کو دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے اللہ کے راستہ میں بڑی دلسوزی کے ساتھ گرد آلود کرتے ہوئے امت کے ایک ایک فرد کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے نظر آئیں گے، ان قافلوں کو عرف عام میں ''تبلیغی جماعت'' کہا جاتا ہے چوبیس گھنٹوں میں کوئی ایسا وقت اور لمحہ نہیں گزرتا جس میں تبلیغی جماعت کی نقل و حرکت پوری دنیا میں کہیں نہ کہیں جاری نہ ہو۔ رائیونڈ میں منعقد ہونے والا اجتماع حج کے بعد مسلمانوں کا دوسرا بڑا اجتماع ہے جس میں پوری دنیا سے لاکھوں مسلمان شرکت کر رہے ہیں اور آخری روز ''اجتماعی دعا'' میں یہ تعداد مزید بڑھ جاتی ہے۔۔۔حسبِ سابق اس مرتبہ بھی تبلیغی اجتماع کے دو سیشن ہونگے پہلا سیشن ۱۳/نومبر سے ۱۶ نومبر تک ہوگا جبکہ 3 نومبر بروز اتوار اجتماعی دُعا ہوگی اور تبلیغی اجتماع کا دوسرا سیشن ۲۰ نومبر سے ۲۳ نومبر تک ہوگا، اتوار کو دوسرے سیشن کی اجتماعی دعا ہوگی۔

آج جس تبلیغی تحریک کی سارے عالم میں صدائے بازگشت ہے اس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے مجاہدوں، ریاضتوں اور روحانیت و اخلاص سے اس تحریک کی ابتداء ہوئی۔

بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کا گھرانہ ان خوش قسمت خاندانوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت و محبوبیت سے خوب نوازا تھا۔ اس خاندان کی بنیاد کچھ ایسے صدق و اخلاص پر پڑی تھی کہ صدیوں تک یکے بعد دیگرے نسل در نسل اس خاندان میں علماء و فضلاء، اہل کمال، مقبولین اور اللہ والے لوگ پیدا ہوتے رہے۔ جہاں اس خاندان کے مردوں میں جذبہ جہاد، تقویٰ و نیکی، دین کی اشاعت و ترویج کا عام رواج تھا وہاں ان کی عورتیں بھی دینداری، عبادت گزاری، شب بیداری اور ذکر و تلاوت میں پیچھے نہ تھیں بلکہ اس خاندان کی عورتوں میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر اور احادیث کے مطالعہ کی عام عادت تھی۔

آپ ؒ کے والد مولانا محمد اسماعیل ؒ ولی کامل اور والدہ محترمہ بھی ''رابعہ سیرت'' خاتون تھیں جنھوں نے آپؒ کی پرورش وتربیت میں کوئی کمی نہ چھوڑی، چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید اور دینی علوم کی تعلیم احسن طریقہ سے امتیازی شان اور نمایاں انداز میں مکمل کر لی تھی، نیکی وتقوی کی صفات بچپن میں ہی آپؒ کے اندر نمایاں اور خاندان میں آپؒ کی شہرت ولی کامل کی تھی۔

آپؒ نے جہاں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ جیسے مجاہد عالم دین سے علم حاصل کیا وہاں دوسری طرف آپؒ نے اپنے وقت کے قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے تصوف و سلوک کی منازل تیزی سے طے کیں۔۔۔ ایک مرتبہ آپؒ نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ حضرت ذکر کرتے ہوئے میرے دل پر بوجھ محسوس ہوتا ہے حضرت گنگوہیؒ یہ سن کر متفکر ہوئے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے اس قسم کی شکایت کی تھی تو حاجی امداداللہ صاحبؒ نے جواب فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ آپؒ سے کام لیں گے''۔

بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے جب اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا تو ہر طرف دین سے دوری عقائد کی خرابی اور اعمال وعقائد کا بگاڑ دیکھا کہ لوگ شرک وبدعت، جہالت اور ضلالت وگمراہی کے ''بحر ظلمات'' میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ان کے دل پر چوٹ لگی اور وہ امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح کے سلسلہ میں متفکر و پریشان دیکھائی دینے لگے، آپؒ نے محسوس کیا کہ عام دینداری جو پہلے موجود تھی اب ختم ہوتی اور سمٹتی چلی جارہی ہے، پہلے یہ دین داری خواص تک اور مسلمانوں کی ایک خاص تعداد میں رہ گئی تھی پھر اس کا دائرہ اس سے بھی تنگ ہوا اور ''اخص الخواص'' میں یہ دینداری باقی رہ گئی ہے پہلے جو خاندان اور قصبات و علاقے اور شہر ''رشد وہدایت'' کے مراکز سمجھے جاتے تھے ان میں بھی اس قدر تیزی کے ساتھ انحطاط وزوال ہوا کہ اب ان کی ''مرکزیت'' ختم ہوتی جارہی ہے جہاں پہلے علم وعمل کی قندیلیں روشن رہتی تھیں اب وہ بے نور ہیں، دوسری بات انہوں نے یہ محسوس کی کہ علم چونکہ ایک خاص طبقہ تک محدود رہ گیا ہے اس لیے آپؒ یہ چاہتے تھے کہ عوام الناس میں پھر سے دینداری پیدا ہو، خواص کی طرح عوام میں بھی دین کی تڑپ اور طلب پیدا ہو، ان میں دین سیکھنے سکھانے کا شوق وجذبہ انگڑائیاں لے، اس کے لیے وہ ضروری سمجھتے تھے کہ ہر ایک دین سیکھے، کھانے، پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی طرح دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کو بھی اپنی زندگی میں شامل کریں اور یہ سب کچھ صرف مدارس ومکاتب اور خانقاہی نظام سے نہیں ہوگا کیونکہ ان سے وہی فیضیاب ہو سکتے ہیں جن میں پہلے سے دین کی طلب ہو اور وہ اس کا طالب بن کر خود مدارس ومکاتب اور خانقاہوں میں آئیں، مگر ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی محدود لوگ ہوتے ہیں اس لیے مولانا الیاس کاندھلویؒ ضروری سمجھتے تھے کہ اس ''دعوت وتبلیغ'' کے ذریعہ ایک ایک دروازہ پر جاکر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ منت وسماجت اور خوشامد

کر کے ان میں دین کے ''احیاء'' کی طلب پیدا کی جائے کہ وہ اپنے گھروں اور ماحول سے نکل کر تھوڑا سا وقت علمی و دینی ماحول میں گزاریں تا کہ ان کے دل میں بھی سچی لگن اور دین سیکھنے کی تڑپ پیدا ہوا اور یہ کام اسی دعوت والے طریقہ سے ہوگا جو طریقہ اور راستہ انبیاء کرام علیہم السلام کا تھا اور جس پر چلتے ہوئے صحابہ کرامؓ جیسی مقدس اور فرشتہ صفت جماعت پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے میں کامیاب ہوئی اور پھر جب اس دعوت و تبلیغ سے عام فضاء دینی بنے گی تو لوگوں میں دین کی رغبت اور اس کی طلب پیدا ہوگی تو مدارس و خانقاہی نظام اس سے کہیں زیادہ ہوگا بلکہ ہر شخص مجسم دعوت اور مدرسہ و خانقاہ بن جائے گا۔۔۔

حضرت مولانا محمد الیاس ؒ کی دین کے لیے تڑپ و بے چینی اور درد و بے قراری دیکھنے میں نہیں آتی تھی، مسلمانوں کی دین سے دوری پر آپؒ انتہائی غمگین و پریشان اور اس فکر میں ڈوبے رہتے تھے کہ مسلمانوں کے اندر کسی طرح دین دوبارہ زندہ ہو جائے۔۔۔بعض اوقات اسی فکر میں آپ ؒ ''ماہی بے آب'' کی طرح تڑپتے آہیں بھرتے اور فرماتے تھے میرے اللہ میں کیا کروں کچھ ہوتا ہی نہیں۔۔۔کبھی دین کے اس درد و فکر میں بستر پر کروٹیں بدلتے اور جب بے چینی بڑھتی تو راتوں کو فکر سے اٹھ کر ٹہلنے لگتے۔۔۔ایک رات اہلیہ محترمہؒ نے آپؒ سے پوچھا کہ کیا بات ہے نیند نہیں آتی؟۔۔۔کئی راتوں سے میں آپؒ کی یہی حالت دیکھ رہی ہوں۔۔۔، جواب میں آپؒ نے فرمایا کہ! کیا بتلاؤں اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے دو ہو جائیں۔۔۔صرف آپؒ کی اہلیہ محترمہؒ ہی نہیں بلکہ آپؒ کے سوز و درد کا اندازہ ہر وہ شخص آسانی کے ساتھ لگا سکتا تھا جو آپؒ کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور باتیں سنتا تھا، آپؒ کا بس نہیں چلتا تھا کہ سب لوگوں کے دلوں میں وہی آگ پھونک دیں جس میں وہ عرصہ سے جل رہے تھے۔۔۔سب اس غم میں تڑپنے لگیں جس میں وہ خود تڑپ رہے تھے، سب میں وہی سوز و گداز پیدا ہو جائے جس کی لطیف لمس سے آپؒ کی روح جھوم اٹھتی تھی جب ایک جاننے والے نے خط کے ذریعہ آپ سے خیریت دریافت کی تو آپؒ نے سوز و درد میں ڈوبے ہوئے قلم کے ساتھ جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ ''طبیعت میں سوائے تبلیغی درد کے اور خیریت ہے''۔

اور پھر مولانا محمد الیاس ؒ خود سراپا دعوت بن کر ''دعوت و تبلیغ'' والے کام کو لے کر بڑی دلسوزی کے ساتھ دیوانہ وار ''میوات'' کے ہر علاقہ میں پھرے، ہر ایک کے دامن کو تھاما، ایک ایک گھر کے دروازہ پر دستک دی، کئی کئی وقت فاقے کیے، گرمی و سردی سے بے پرواہ ہو کر تبلیغی گشت کیے۔۔۔اور جب لوگوں نے آپ ؒ کی حسب خواہش آپ ؒ کی آواز پر ''لبیک'' نہ کہا تو آپ ؒ بے چین و بے قرار ہو کر راتوں کو خدا کے حضور روتے گڑگڑاتے اور پوری امت کی اصلاح کے لیے دعا کرتے۔۔۔اور پھر اپنی ہمت و طاقت، مال و دولت سب کچھ ان میواتیوں پر اور ان کے ذریعہ اس تبلیغی کام پر لگا دیا۔۔۔اس دوران اپنے رفقاء اور ساتھیوں کو ایک خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ! تم غور کرو، دنیائے فانی میں کام کیلئے تو گھر کے سارے افراد ہوں اور اس دعوت و تبلیغ کے کام کے لیے صرف ایک آدمی کو کہا جائے اور اس پر بھی نباہ نہ ہو تو آخرت کو

دنیا سے گھٹایا، یا نہیں گھٹایا!

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ اپنے ایک مکتوب میں میواتی حضرات کو تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں اپنی قوت و ہمت کو تم میواتیوں پر خرچ کر چکا، میرے پاس بجز اس کے کہ تم لوگوں کو قربان کر دوں کوئی اور پونجی نہیں ہے۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ میواتی حضرات نے اپنے جان و مال اور زندگیوں کو اس کام پر قربان کر دیا۔۔۔ اور پھر ایک ایک گھر سے ایک ہی وقت میں کئی کئی افراد دین کے کام کے لیے باہر نکلنے لگے۔۔۔ اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ ابتداء میں یہی میواتی لوگ جن کو اپنے گھر اور گاؤں سے نکلنا مشکل تھا اب وہ مولانا الیاسؒ کی محنت سے اس دعوت و تبلیغ کی فکر لے کر ملک ملک، شہر شہر دین کی خاطر پھرنے لگے۔۔۔

مولانا محمد الیاسؒ کی یہ عالمگیر ''احیائے اسلام کی تحریک'' جسے ظاہر میں لوگ صرف کلمہ و نماز کی تحریک کہہ کر اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ کوئی معمولی کام اور تحریک نہیں بلکہ یہ پورے دین کو عملی طور پر زندگی میں نفاذ کی تحریک ہے۔۔۔ اس تحریک اور جماعت کے بانی حضرت مولانا الیاسؒ خود اپنی اس تحریک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''میرا مدعا کوئی پاتا نہیں'' لوگ سمجھتے ہیں یہ ''تحریکِ صلوٰۃ'' ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریکِ صلوٰۃ نہیں ہے بلکہ ہماری جماعت اور تحریک کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین پورا کا پورا سیکھا دیں یہ تو ہے ہماری تحریک کا مقصد، رہی تبلیغی قافلوں کی چلت پھرت، تو یہ اس مقصد کے لیے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ و نماز کی تلقین گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت ہے۔۔۔۔

ہماری تبلیغی تحریک کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے سارے کے سارے جذبات پر دین کے جذبہ کو غالب کر کے اور اس راستہ سے مقصد کی دعوت کو پیدا کرتے ہوئے اور اکرام مسلم کے اصول کو رواج دے کر پوری قوم کو اس حدیث کے مصداق بنایا جائے۔

ترجمہ: ''تمام مسلمان ایک جسم و جان کی مانند ہیں''۔ اور ہمارے تبلیغی کام میں اخلاص، صدقِ دل کے ساتھ اجتماعیت اور مل جل کر باہمی مشورے کے ساتھ کام کرنے کی بڑی ضرورت ہے اور اس کے بغیر بڑا خطرہ ہے۔۔۔

مولانا الیاسؒ نے اس دعوت و تبلیغ والے کام کے طریقہ کار اور چھ اصولوں کے علاوہ کچھ مطالبے اور دینی تقاضے بھی رکھے ہیں جس کے تحت اس دعوت و تبلیغ والے کام کی محنت و ترتیب اور مشورہ کے لیے روزانہ کم از کم دو سے تین گھنٹے وقت دینا، ذکر و اذکار اور اعمال کی پابندی کرنا روزانہ دو تعلیمیں کروانا ایک مسجد میں اور ایک گھر میں، ہفتہ میں دو گشت کرنا، جس کے تحت کچھ وقت نکال کر اپنے ماحول میں ضروریات دین کی تبلیغ کیلئے باقاعدہ جماعت بنا کر ایک امیر اور ایک نظام کی ماتحتی میں اپنی جگہ اور قرب و جوار میں تبلیغی گشت کرنا، ہر

مہینہ میں تین دن اس دعوت وتبلیغ والے کام میں لگاتے ہوئے اپنے شہر یا قرب و جوار کے علاقہ میں گشت و اجتماع کرتے ہوئے دوسروں کو بھی اس دعوت وتبلیغ والے کام پر نکلنے کیلئے امادہ اور تیار کرنا، سال میں ایک ''چلہ'' یعنی چالیس دن اللہ کے راستہ میں دعوت وتبلیغ کیلئے لگانا، اور پھر چار مہینے (تین چلے) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکل کر لگاتے ہوئے دین اور اس دعوت وتبلیغ والے کام کو سیکھے اور پھر ساری زندگی اسی کام میں صرف کرنا۔ بقول حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ''اس دعوت وتبلیغ والے کام کو کرتے کرتے مرنا اور مرتے مرتے کرنا ہے''۔

مولانا محمد الیاسؒ نے اس دعوتی سفر اور نقل وحرکت کے ایام کا ایک مکمل نظام الاوقات مرتب کیا جس کے تحت یہ تبلیغی جماعتیں اپنا وقت گزراتی ہیں۔۔۔ایک وقت میں گشت، ایک وقت میں اجتماع، ایک وقت میں تعلیم، ایک وقت میں حوائج ضروری کا پورا کرنا اور پھر ان سارے کاموں کی ترتیب وتنظیم۔۔۔گویا کہ یہ تبلیغی جماعت ایک چلتی پھرتی خانقاہ، متحرک دینی مدرسہ، اخلاقی و دینی تربیت گاہ بن جاتی ہے۔ مولانا الیاسؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ کار میں دین کے واسطہ جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیّت حاصل ہے، اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعہ اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نئے صالح اور متحرک دینی ماحول میں آجاتا ہے۔۔۔اور پھر اس دعوت وتبلیغ والے سفر اور ہجرت کی وجہ سے جو طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں پیش آتی ہیں اور در بدر پھرنے میں جو ذلتیں اللہ کے لیے برداشت کرنا ہوتی ہیں ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص طور پر متوجہ ہوتی ہے۔

بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں ''یہ امت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن اور اپنی زبان کا حامی نہ تھا، مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیا فرماتے ہیں؟۔۔۔امت جب ہی بنتی ہے جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مقابلہ میں سارے رشتے اور سارے تعلقات کٹ جائیں، جب مسلمان ایک امت تھے تو ایک مسلمان کہیں قتل ہوتا تو ساری امت ہل جاتی اور تڑپ اٹھتی، اب ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کے گلے کٹتے ہیں اور کانوں میں جوں نہیں رینگتی''۔

آج پوری دنیا میں تبلیغی جماعت اس دعوت وتبلیغ والے کام کو پوری محنت، اخلاص وللّٰہیت اور ایک نظم کے ساتھ کر رہی ہے اور اس کام کے اثرات وثمرات سے آج کوئی بھی ذی ہوش انسان انکاری نہیں۔۔۔۔اللہ کی مدد ونصرت سے ناقابل یقین حد تک کامیابی ہو رہی ہے۔۔۔دن رات اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ومعصیت اور فسق وفجور میں زندگی گزارنے والے لاکھوں افراد اس تبلیغی جماعت کی بدولت تہجد گزار، متقی، پرہیزگار اور

دین کے داعی بنتے ہوئے نظر آرہے ہیں، دعوت وتبلیغ والے اس کام کی مثال پوری دنیا میں کسی مذہب والے کے پاس نہیں ہے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ اس تبلیغی جماعت کی افادیت و ضرورت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اصلاح نفس کے چار طریقے ہیں اور حُسنِ افاق سے "تبلیغ" کے اندر یہ چاروں طریقے جمع ہیں، صحبتِ صالح بھی ہے، ذکر وفکر بھی، مواخات فی اللہ بھی ہے، دشمن سے عبرت وموعظت بھی اور محاسبہ نفس بھی ہے۔۔۔ اور انہی چاروں کے مجموعہ کا نام "تبلیغی جماعت" ہے عام لوگوں کے لیے اصلاح نفس کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہوسکتا، اس طریقہ کار سے دین عام ہوتا جارہا ہے اور ہر ملک کے اندر یہ صدا پہنچتی چلی جارہی ہے اور اس کے ذریعہ لوگوں کے عقائد درست ہورہے ہیں، لوگ تیزی کے ساتھ اعمال کی جانب بڑھ رہے ہیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کررہے ہیں۔۔۔ تبلیغی جماعت مخلوق کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی بندگی وغلامی میں لانے، صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ صفات وعادات کو اپنانے اور پیدا کرنے، صبح جاگنے سے لے کر رات سونے تک، کھانے پینے سے لے کر بیت الخلاء تک۔۔۔ گویا کہ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک پوری زندگی میں دین لانے کی کوشش اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے اور خالق ہی سے سب کچھ ہونے کا یقین دلوں میں پیدا کرنے میں مصروف ہے، حقیقت یہ ہے کہ جس کام مین بھی جان ومال اور وقت یہ تین قیمتی چیزیں خرچ ہوجائین تو وہ کام بھی قیمتی ہوجاتا ہے۔۔۔ تبلیغی جماعت بھی آج دعوت وتبلیغ کے اس مقدس کام میں جان ومال اور وقت لگا کر یہ کام پوری دنیا میں کرنے اور پھیلانے میں مصروف ہے۔۔۔

رائے ونڈ کے اس "عالمی تبلیغی اجتماع" میں لاکھوں افراد کی شرکت کے باوجود یہاں کوئی جھگڑا، فساد، ہنگامہ، گالم گلوچ نظر نہیں آئے گا بلکہ ہر شخص اخلاص وللّٰہیت کا پیکر اور عاجزی وانکساری کا مجسم نظر آئے گا۔۔۔ تبلیغی اجتماع میں ملکی، سرحدی، صوبائی امتیازات، قومی لسانی تعصّبات اور گروہ بندیاں سب یہاں خاک میں مل جاتے ہیں یہاں سب بحیثیت مسلمان، امیر وغریب، حاکم ومحکوم، پنجابی و پٹھان، بلوچی و سندھی، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، رنگ ونسل کے اختلافات سے بے نیاز ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور سجدہ ریز ہوکر پوری دنیا کے مسلمانوں کی اصلاح، امت کے ایک ایک فرد کو جنت کی طرف لے جانے، غلبہ اسلام، خلافت راشدہ ؓ کے مقدس نظام کے عملی نفاذ، کشمیر وعراق، افغانستان وفلسطین سمیت دیگر ملکوں کے مظلوم مسلمانوں کی آزادی وکامیابی وطن عزیز کی سا لمیّت واستحکام اور دین کیلئے محنت کرنے کی دُعا اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

"وہ لمحات جو اللہ والوں کی صحبت میں گزر جائیں وہ لمحات قیمتی ترین، متاعِ حیات، دنیا میں کامیاب زندگی گزرانے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جاتے ہیں"۔

محرم الحرام کے حوالے سے چند فکر انگیز گزارشات

مولانا محمد حنیف جالندھری (سیکرٹری جنرل وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

محرم الحرام کا مہینہ کئی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ نہ صرف اسلامی بلکہ انسانی تاریخ کے بے شمار واقعات اس ماہِ مبارک میں وقوع پذیر ہوئے اور مستقبل کے کئی معاملات کے لیے بھی اس ماہ مبارک کا انتخاب کیا گیا۔ اس مہینے کا آغاز ہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ جیسی جلیل القدر ہستی کی شہادت کے سانحہ سے ہوتا ہے، خانوادہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ''کربلا'' کے میدان میں مظلومانہ شہادت بھی اس مہینے میں ہوئی اس لیے اس مہینے کو بجا طور پر ایک ایسا مہینہ قرار دیا جا سکتا ہے جس میں ہمارے لیے عبرت اور ہدایت کا ڈھیر سارا سامان موجود ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ یہ مہینہ اہلِ ایمان کے تن بدن میں ایک نئی روح بھر دے...... مسلمانوں میں عزم وعزیمت کی جوت جگا دے...... اہل ایمان کو محبت واخوت کی لڑی میں پرو دے...... اور خاص طور پر یہ مہینہ چونکہ اشھر حرم میں سے ہے اس لیے اسے امن وآشتی کا گہوارہ ہونا چاہیے لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ حرمت کے اس مہینے میں ہماری دھرتی پر سب سے زیادہ لہو بہتا ہے...... وہ مہینہ جس میں ہمارے لیے ہدایت وعبرت کا ڈھیر سارا سامان موجود ہے اسی میں پوری قوم خوف وہراس میں مبتلاء ہو جاتی ہے...... وہ موقع جو باہمی اتحاد واخوت کے اظہار کا موقع ہے وہ وطن عزیز کو فرقہ واریت اور کشت وخوں کی آگ میں دھکیلنے کا باعث بن جاتا ہے۔

ہمیں ماہ محرم کے موقع پر ٹھنڈے دل سے چند چیزوں پر غور کرنا ہوگا

☆...... شیعہ سنی اختلافات ہر دور میں رہے اور ہر دور میں یہ اختلافات موجود رہیں گے لیکن کچھ عرصے سے اختلاف رائے کی بنیاد پر قتل وغارتگری کی جو روش چل نکلی ہے وہ نہایت افسوسناک اور تشویشناک ہے اور اب تو یوں لگتا ہے کہ بعض منفی قوتیں دانستہ طور پر ایک منصوبہ بندی کے تحت اس بات کا ماحول بنا رہی ہیں کہ پاکستان میں عراق اور شام کی طرح فرقہ وارانہ بنیادوں پر قتل وغارتگری کا بازار گرم کر دیا جائے۔ اس لیے شیعہ سنی دونوں اطراف کے سرکردہ حضرات کو اس بات کا اہتمام کرنا ہوگا کہ وہ اس ملک کو ایسی صورت کا شکار ہونے اور پرائی جنگ کا ایندھن بننے سے حتی الامکان محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

☆...... ہمیں وطن عزیز کو اس صورتحال سے محفوظ رکھنے کے لیے فرقہ وارانہ کشیدگی کی بنیادوں کا جائزہ لینا ہوگا اور ان کا ازالہ کرنا ہوگا۔ ہماری دانست میں فرقہ وارانہ کشیدگی کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ گستاخی اور

دل آزاری ہے۔اسلام کی ایسی معتبر،معزز اور پاکیزہ شخصیات جو ہمارے عقیدے اور ایمان کا حصہ ہیں جب ان کے بارے میں ہرزہ سرائی کی جائے گی تو اس کے نتیجے میں حالات یقیناً خراب ہوں گے۔اس لیے اس ملک کا ہر باسی اپنے اپنے مذہبی رسوم ورواج کی ادائیگی کے دوران اس کا خیال رکھے کہ مُسلّمہ قابلِ احترام ہستیوں کی شان میں گستاخی سے اجتناب کیا جائے۔اسی طرح تکفیریت کی جو روش حضرات صحابہ کرامؓ اور امت کے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو کافر قرار دینے سے شروع ہوئی تھی اور آج کا منطقی نتیجہ اور ردِعمل نعروں کی شکل میں دیواروں اور گلی کوچوں تک پھیل گیا اس کی بھی بروقت روک تھام کی جائے۔

☆......وطن عزیز میں ہر مذہب کے پیروکاروں کو اپنی ترتیب کے مطابق اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کا حق حاصل ہے لیکن محض مخالفت برائے مخالفت کی بجائے ٹھنڈے دل ودماغ سے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسے ماتمی جلوس جن کی وجہ سے پورا ملک بارود کا ڈھیر بن جاتا ہے جسے اگر خدانخواستہ ذرا سی چنگاری بھی دکھادی جائے تو اس بات کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں پورے ملک کو جلا کر بھسم نہ کردے ان جلوسوں پر اس قدر اصرار کیوں ہے؟اگر یہ عبادت ہے تو اسے عبادت گاہوں اور چار دیواری تک محدود ہونا چاہیے۔شہر سے باہر کھلی جگہوں پر منتقل کر دینا چاہیے،بڑے میدانوں اور اسٹیڈیم وغیرہ کا انتخاب کرکے وہاں ماتمی جلوس نکالنے چاہئیں لیکن ایسا انداز اختیار کرنا کہ جس کی وجہ سے کئی کئی دن راستے بند رہیں،سڑکیں بلاک ہوں،ہر طرف رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہوں،کاروبارِ زندگی معطل ہوکر رہ جائے،معاشی سرگرمیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے،آبادیوں میں بسنے والے لوگوں کا جینا دوبھر ہوکر رہ جائے تو یہ بات ہر کسی کی سمجھ سے بالاتر ہوگی کہ اس کے باوجود ایسی ''عبادت'' پر اصرار کیوں ہے؟ہم نے بہت سے شیعہ اہلِ علم سے دریافت کیا کہ اس عبادت کی آپ کے ہاں حیثیت کیا ہے؟تو ان کے جواب سے ظاہر ہوا کہ خود شیعہ کے ہاں بھی یہ جلوس کوئی فرض یا واجب کی حیثیت نہیں رکھتے جبکہ اپنی اور دوسرے لوگوں کی جان بچانا فرض ہے اس لیے فرض کو مقدم رکھنا چاہیے۔جان بچانے کا معاملہ تو اس قدر اہم ہے کہ جان بچانے کے لیے بسا اوقات ایسی چیزیں جو صریح حرام اور ناجائز ہیں وہ بھی جائز ہو جاتی ہیں۔جیسے شراب پینا حرام ہے لیکن اگر ایسی صورت حال ہو جائے کہ انسان کا گلا خشک ہو جائے اور پینے کے پانی کا ایک گھونٹ بھی میسر نہ ہو تو شراب پی لینے کی اجازت ہے۔خنزیر نجس العین ہے لیکن اگر خدانخواستہ کبھی جان پر بن آئے تو خنزیر کھانے کی گنجائش نکل آتی ہے جبکہ یہاں محض ایک روایت کو بچانے کے لیے ہزاروں لاکھوں جانیں،اپنے پیروکاروں کی زندگیاں،بستیوں کی بستیاں اور بازاروں کے بازار حتیٰ کہ مساجد اور امام بارگاہیں تک داؤ پر لگا دی گئیں ہیں اور ان کے معاملے میں شیعہ عمائدین نظرثانی کرنے کے لیے تیار نہیں۔

ہمارے دین کا مزاج تو یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں حج کے موقع پر حج کے جملہ افعال منیٰ،عرفات اور مزدلفہ

میں سرانجام دیئے جاتے ہیں تا کہ مکہ مکرمہ کی شہری زندگی متاثر نہ ہو اس لیے آج یا کل، جلد یا بدیر شیعہ سنی جملہ عمائدین کو اس بات پر بہر حال آنا ہوگا کہ جب ہم ایک معاشرے میں رہتے بستے ہیں اور ہمیں ایک ہی معاشرے میں بسنا اور جینا ہے تو محض ہٹ دھرمی، ڈھٹائی اور انا پرستی کے بجائے ہم اختلاف رائے کی حدود متعین کرلیں، عبادات اور مذہبی رسوم ورواج کی ادائیگی کا طریقہ کار طے کرلیں اور باہمی تعلقات کو ایسی بنیاد یں فراہم کرسکیں کہ ہمارا ملک اور ہماری نسلِ نو ہر سال اذیت کی سولی پر نہ لٹکی رہے۔

☆......محرم الحرم کے موقع پر جہاں جلوسوں کے تحفظ کے لیے قومی خزانے سے اربوں روپے صرف کیے جاتے ہیں، پوری ریاستی مشنری جھونک دی جاتی ہے، افرادی قوت کی زندگیاں داؤ پر لگا دی جاتی ہیں وہیں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ ان شر پسند عناصر پر بھی کڑی نظر رکھی جائے جو ان جلوسوں کی آڑ میں کسی قسم کی تخریبی کاروائی کرسکتے ہیں جیسا کہ گزشتہ سال راولپنڈی میں دارالعلوم تعلیم القرآن کا تلخ ترین سانحہ رونما ہو چکا۔ صرف تعلیم القرآن ہی نہیں بلکہ ایسی کئی مساجد، مدارس، کاروباری مراکز، اہلسنت کی آبادیاں ملک بھر میں موجود ہیں جنہیں حساس مقامات قرار دیا جاتا ہے۔ ان جلوسوں کی طرح ان حساس مقامات کا تحفظ بھی یقینی بنایا جائے اور ریاست اسے بھی اپنی ذمہ داری سمجھے۔

☆......محرم الحرام کے مہینے میں لاؤڈ اسپکر پر پابندی کو بھی یقینی بنایا جائے اور اس بات کا بھی اہتمام کیا جائے کہ کسی مجلس اور کسی جلسے میں کسی قسم کی شر انگیز، اشتعال انگیز اور دلآزاری کا باعث بننے والی کوئی تقریر نہ کی جائے۔

☆......اس مہینے میں اہلسنت علماء کرام کو بھی اپنے پیروکاروں کو صبر وتحمل اور برداشت کا درس دینا چاہیے، خاص طور پر دوسرے مسلک کے جلوسوں پر ہونے والے حملے کی کھل کر مذمت کی جانی چاہیے اور ایسی کارروائیاں کرنے والوں سے برأت کا اظہار کرنا چاہیے جبکہ دوسرے مسلک کے عمائدین کو خاص طور پر اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ شر پسند عناصر ان کی صفوں میں گھس کر ملک وملت کو کسی نئی آزمائش میں نہ ڈال دیں۔

☆......ہم نے اس سے قبل بھی بارہا کئی فورمز پر سنجیدہ اور متین شیعہ سنی علماء کرام، ذاکرین اور مذہبی رہنماؤں سے گزارش کی اور اب اس کالم کے ذریعے عوام الناس اور خاص طور پر حکومت وقت کے ذمہ داران سے التماس ہے کہ اس حساس معاملے میں ہمیں ضرور "بقائے باہمی" کا کوئی فارمولہ طے کرنا ہی ہوگا اور بلا وجہ کی ہٹ دھرمی، اشتعال انگیزی، تشدد اور جارحانہ پن سے نہ صرف یہ کہ خود اجتناب کرنا ہوگا بلکہ پوری قوم کو بھی اس مشکل سے نجات دلانا ہوگی۔

اشتہار تالیفات

حضرت عمر ♦ سے عداوت کیوں......؟؟

تحریر: پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب (جھنگ)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں پشت میں دادا مرہ بن کعب ہیں، ان کے بھائی عدی بن کعب کی اولاد سے سیدنا فاروق اعظم ہیں۔ اکثر اصحاب رسول یہیں جا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم جدّ ہو جاتے ہیں۔ قریش کی بڑی اور معروف شاخیں بنی تیم، بنی مخزوم، بنی عدی اور بنی عبد مناف یہیں جناب کعب بن لوی بن غالب بن فہر میں جا کر مل جاتی ہیں۔ بنی ہاشم، بنی عبد شمس، بنی نوفل، بنی امیہ وغیرہ سب بنی عبد مناف کی ذیلی شاخیں ہیں۔ قبیلہ قریش کی تمام ذیلی شاخوں کے آپس میں بہترین تعلقات تھے۔ محبت و مودّت کے رشتے تھے، قرابتداریاں تھیں۔ مثلاً زمانۂ جاہلیت میں بھی بنی مخزوم (خاندانِ ابوجہل) میں سے فاطمہ نامی خاتون ابوطالب اور حضرت عبداللہ کی والدہ تھیں۔ حضرت عمر ♦ کا ننھیالی رشتہ بھی بنی مخزوم کے ساتھ تھا۔ بنی عبدالمناف کی ذیلی شاخوں مثلاً بنی ہاشم اور بنی عبد شمس کی بھی گہری قرابتداریاں تھیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جناب عبدالمطلب نے دو بیٹیاں بنی عبد شمس (بنی امیہ) میں دی تھیں اسی طرح بنی عبد شمس کی دو بیٹیاں جناب عبدالمطلب کے خاندان میں ابولہب اور عقیل کے نکاح میں آئی تھیں۔ خیر! آج ہمارا عنوان ہے، ''سیدنا عمر ♦ سے عداوت کیوں''؟۔

سیدنا فاروق اعظم ♦ سے عداوت کے اسباب:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ اعلیٰ کی طرف رخصت ہونے پر اصحابِ رسول نے حیرت انگیز طور پر تکفین و تدفین سے پہلے اپنے سربراہ کا انتخاب کر لیا تھا دشمن اسلام قوتوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ خلیفہ رسول بلافصل حضرت ابوبکر صدیق ♦ نے نہایت ثابت قدمی اور دانائی کے ساتھ تمام فتنوں کا قلع قمع کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کبار اصحاب رسول سے مشورہ کے بعد اپنی وفات سے پہلے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی کے طور پر نامزد کر دیا تھا۔ اب عجم یعنی ایران کے بجائے عالمی قیادت و سیادت عربوں کے پاس آ گئی تھی۔ عربوں کے ساتھ ایران کی سیاسی رقابت پیدا ہو گئی تھی لہٰذا حضرت فاروق اعظم ♦ کی مخالفت انہی عجمی ممالک میں پیدا ہوئی اور یہ سیاسی رقابت کے سوا کچھ نہ تھا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، قیصر اور کسریٰ کے خزانے مجھ پر کھول دیئے گئے (حیاۃ القلوب جلد ۲ ص ۳۹۵، کشف الغمہ) اس زمانے کی سپر پاور کے مقابلے سے مجاہدین صحابہ ☒ نے نہایت شان اعجاز کے ساتھ ایران فتح کر لیا۔ تمام اہم مشوروں میں حضرت علی ♦ دیگر صحابہ ☒ کے ہمراہ حضرت فاروق اعظم ♦ کے رفیق و شریک تھے۔ (بحار الانوار ج ۱۱) مگر ایرانیوں کے پرانے اخلاقی سیاسی سماجی رجحانات پروپیگنڈے کا ایک مستقل مرکز بن گئے۔ ان کے اندر عجمی عصبیت کا لاوا نہایت تیزی سے پھوٹ نکلا۔ اس پس منظر میں حضرت فاروق اعظم ♦ کو ایک غاصب اور غیر ملکی حکمران قرار دیا

گیا لیکن اس خدشے کے پیش نظر کہ ان کا اسلام دشمنی کا راز کھل نہ جائے، ایرانی شاہی خاندانوں کو مظلوم قرار دینے کی بجائے بنو ہاشم کی مظلومیت اور ان سے خلافت غصب ہونے کا پروپیگنڈا کرنے لگے، قومی شان وشوکت بچانے کے لئے اپنی قومی تاریخ میں جھوٹ ملانا ایرانیوں کے نزدیک ایک قومی خدمت ہے۔ مثلاً براؤن کے مطابق جب سکندر نے ایران پر قبضہ کیا تو فردوسی شاہنامہ میں لکھا کہ شاہِ ایران کے گھر میں مقدونیہ کے بادشاہ کی بیٹی تھی جسے طلاق دے کر واپس بھیج دیا گیا تھا، اُسی کے بطن سے سکندر پیدا ہوا تھا لہٰذا ایران پر حملہ آور وہ کوئی غیر نہیں تھا، شاہ کی نسل سے تھا، اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں نتیجہ یہ ہے کہ فاتحین ایران میں سے کسی پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے تو سمجھ لیا جائے کہ وہ تمام روایات ملکی تعصب کی پیداوار ہوں گی (تاریخ ادبیات ایران بحوالہ خلفائے راشدین ◆ از علامہ خالد محمود)۔ ایک غیر جانبدار انگریز محقق لکھتا ہے "ایرانیوں نے مذہب میں جتنے بدعتی فرقے پیدا کئے ہیں غالباً دنیا کی کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں ملتی" (براؤن جلد ۳، صفحہ ۴۲۴) حضرت عمر ◆ غارت گر عجم تھے اس لئے اہل عجم ان سے متنفر ہیں اگرچہ بعد میں اسے مذہبی رنگ دے دیا گیا (حوالہ بالا) ایرانیوں کو حضرت عمر ◆ سے عداوت حضرت علی ◆ اور حضرت فاطمہ ◻ کے حقوق غصب کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ایران کو فتح کر کے ساسانی خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ شاعر کہتا ہے حضرت عمر نے جنگل کے شیروں یعنی ایرانیوں کی کمر توڑ دی اور جمشید کے خاندان کا خاتمہ کر کے رکھ دیا۔ ایرانیوں کا سارا جھگڑا اس لئے نہیں کہ حضرت علی کی خلافت چھین لی بلکہ اہل عجم کی تو آل عمر سے پرانی عداوت چلی آ رہی ہے۔ (حوالہ بالا)۔

ایرانی عقیدہ ہے کہ آلِ علی اس لئے تخت وتاج کے وارث ہیں کیونکہ ایک طرف وہ ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کی بیٹی شہر بانو کی وجہ سے ساسانیوں کے وارث ہیں جبکہ دوسری طرف ملت حقہ کے سرداروں کی اولاد ہیں (وسط ایشیا کا مذہب) شیعہ کے دونوں بڑے گروہ امامیہ اور اسماعیلی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے اماموں کا نسب آل ساسان سے بھی ملتا ہے اور پیغمبر اسلام سے بھی (براؤن جلد اص ۲۱۸) اب یہ عقیدہ ایرانی مزاج کو پسند ہے کہ حضرت ◆ کے بعد اُن کے خاندان میں خلافت بطور "حق الٰہی" کے ہونی چاہئے (حوالہ بالا ج ۴) پروفیسر آرتھر کرسٹن لکھتے ہیں کہ "دراصل اس (شہر بانو والی) روایت کا مقصد یہ تھا کہ امام ◆ کی اولاد کو شاہانِ ایران کی جلالت کا جائزہ وارث قرار دیا جائے"۔

ایران بعہد ساسانیاں:

حضرت فاروق اعظم ◆ کی مخالفت کا دوسرا بڑا سبب اُن کا شورائی نظام تھا جو ایرانیوں کے آسمانی شاہی حقوق والے نظریے کے خلاف تھا۔ تیسرا یہ کہ ساسانی تہذیب متعہ کی خوگر تھی حضرت عمر ◆ کا اس پر پابندی لگانا بھی ایرانیوں کو ناگوار رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عداوت کا ایک اور بڑا سبب یہود کو جزیرۂ عرب سے نکالنا تھا۔ اس کا حکم خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے تھے مگر عملی طور پر وہ عہد فاروقی میں نکالے گئے۔ اب یہود کے لئے یہی صورت تھی کہ دوسرے اعدائے اسلام کی طرح اسلام کے اندر گھس کر نقصان پہنچائیں۔ وہ منافقانہ طور پر اسلام میں

داخل ہوئے حضرت عمر ◆ کے خلاف سازشیں تیار کرنے لگے چنانچہ ایرانی شاہ پرستوں، مجوسیوں اور شام کے نصرانیوں کے بعد یہودی اعدائے اسلام بھی مخالف اسلام سازشوں میں شامل ہو گئے۔ بعد میں ان کو ایک نہایت چالاک شخص عبداللہ بن سبا ہاتھ آ گیا جس کا باپ مجوسی اور ماں یہودن تھی۔ اِسی شخص کی نسبت سے ان کی اکثریت کو سبائی کہا گیا۔ ان سازشی عناصر نے ہی مدینہ سے دور مختلف شہروں میں اپنے سازشی مراکز بنائے۔ اکابر صحابہ ⌂ کی طرف سے فرضی خطوط لکھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھی خطوط لکھے گئے جن میں فرضی مظالم کی کہانیاں ہوتیں۔ حضرت عمر ◆ کے زمانے میں نہاوند سے گرفتار ہو کر آنے والے مجوسی غلام ابولولو فیروز نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر حضرت عمر ◆ کو شہید کیا پھر خودکشی کر لی مگر اُس کا علامتی مقبرہ ایران میں ہی بنایا گیا ہے۔

ان سازشی گروہوں کا مطمع نظر عرف یہ عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ تمام اصحابِ رسول مرتد ہو گئے تھے اور انہوں نے حضرت علی ◆ کا حق خلافت چھین لیا تھا اور یہ کہ حضرت علی ◆ اور ان کی اولاد میں سے چند مخصوص لوگ (بارہ امام) ہی سرداری اور حکومت کے حقدار ہیں۔ قیامت تک ان کی حکمرانی ہے باقی سب غاصب ہیں۔ اس سب کچھ کے باوجود حضرت عمر ◆ نے اپنے زمانے کی روم اور ایران دو سپر پاوروں کو ٹھکانے لگایا زائد از چوالیس لاکھ مربعہ میل رقبے پر اسلامی پرچم لہرایا جن میں مشرق کی طرف خراسان، افغانستان، ایران اور مغرب کی طرف مصر اور کئی افریقی ممالک شامل تھے، شمالی علاقے شام و فلسطین وغیرہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں فتح ہو چکے تھے۔ حضرت عمر ◆ چالیسویں نمبر پر اسلام لائے تھے مگر اتنے خلوص اور محنت سے قدم آگے بڑھایا کہ صدیق اکبر ◆ کے سوا سب کو پیچھے چھوڑ گئے اور نبی پاک ♏ جب معراج پر تشریف لے گئے تھے تو جنت میں حضرت عمر ◆ کا نہایت عمدہ مکان تیار ہو چکا تھا جسے نبی پاک ♏ نے خود دیکھا تھا۔

اقرباءنوازی

اقرباءنوازی کے مذموم اور ناجائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ غیر کے حق کو دبا کر اپنے قریبی کو دیدیا جائے، اسی طرح دوسرے شخص کے حق کو ضائع کر کے اس کی اجازت کے بغیر اپنے رشتہ دار کو مستحق قرار دیا جائے یہ طریق شریعت میں قبیح شمار کیا جاتا ہے، اگر یہ صورت نہ ہو تو رشتہ دار کو منصب عطا کرنے میں کچھ سقم نہیں بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو، اہم مناصب اور عہدے سید الکونین ♏، حضرت فاروق اعظم اور حضرت علی مرتضیٰ ◆ نے اپنے اقرباء کے لیے تجویز فرمائے تھے۔

(حوالہ رحماء بینہم، مولانا محمد نافع ♋ ص ۳۱۵ تا ۳۱۷ سے اقتباسات)

﴿مرسلہ: بشیر احمد صاحب﴾

اشتہار تالیفات

not found.

حق تعالیٰ کومخلوق کے ساتھ مشابہت ہے یا نہیں؟

تحریر: مولانا احسان الحق صاحب (نواب شاہ، سندھ)

کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کومخلوق کے ساتھ مشابہت ہے، اس پر وہ قرآن کریم کی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں وجہ، ید، رجل، استویٰ وغیرہ آیا ہے تو بندہ کے پاس ایک کتاب ہے جس کا نام ہے (آیاتِ متعارضہ اوران کاحل) اس سے جواب دیا ہے، ان کج فہم لوگوں کوافادہ عام کے لیے بندہ اپنے پسندیدہ "جریدہ الخیر" کے لیے بھیج رہا ہے، امید ہے کہ اصلاح کے بعد آپ ضرور اس کی اشاعت کریں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۱) فاینما تولو، فثم وجه اللّٰه (پارہ ۱، رکوع ۱۴، سورہ بقرہ)
(۲) ذلک خیر للذین یریدون وجه اللّٰه (پارہ: ۲۱، رکوع ۷، سورہ روم)
(۳) تریدون وجه اللّٰه فاولئک هم المضعفون (پارہ: ۲۱، رکوع ۷، سورہ روم)
(۴) ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام (پارہ ۲۷: رکوع ۱۲، سورہ رحمٰن)
(۵) الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ (پارہ: ۳۰، رکوع ۱۷، سورہ لیل)
(۶) بل یداه مبسوطتان (پارہ: ۶، سورہ مائدہ)
(۷) فسبحان الذی بیده ملکوت کل شئ (پارہ: ۲۳، رکوع ۴، سورہ یٰسین)
(۸) ید اللّٰه فوق ایدیهم (پارہ: ۲۶، رکوع ۹، سورہ فتح)
(۹) والسموات مطویات بیمینه (پارہ: ۲۴، رکوع ۴، سورہ زمر)
(۱۰) وان الفضل بید اللّٰه یؤتیه من یشاء (پارہ: ۲۷، رکوع ۲۰، سورہ حدید)
(۱۱) تبارک الذی بیده الملک وهو علیٰ کل شئ قدیر (پارہ: ۲۹، رکوع ۱، سورہ ملک)
(۱۲) اویأتی ربک او یأتی بعض اٰیات ربک (پارہ: ۸، رکوع ۷، سورہ انعام)
(۱۳) افلا یرون انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها (پارہ ۱۷، رکوع ۴، سورہ انبیاء)
(۱۴) وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناه هبآء منثورا (پارہ: ۱۹، رکوع ۱، سورہ فرقان)
(۱۵) وجاء ربک و الملک صفا صفا (پارہ ۳۰، رکوع ۱۴، سورہ فجر)

(۱۶) ثم استوی علی العرش (پارہ:۸،رکوع۱۴،سورہ اعراف)

(۱۷) ثم استوی علی العرش یدبر الامر الخ (پارہ:۱۱،رکوع۶،سورہ یونس)

(۱۸) الرحمن علی العرش استوی (پارہ۱۶،رکوع۱۰،سورہ طہٰ)

(۱۹) ثم استوی علی العرش الرحمن فأسئل به خبیرا (پارہ:۱۹،رکوع۳،سورہ فرقان)

(۲۰) لیس کمثله شئ (پارہ:۲۵،رکوع۳،سورہ شوریٰ)

پہلی پانچ آیات میں حق تعالیٰ کے لئے وجہ(چہرہ) ہونے کا ثبوت ہے اس کے بعد آیت نمبر۶ تا۱۱ میں ید اور یمین یعنی ہاتھ کا ثبوت ہے اس کے بعد آیت نمبر۱۲ تا ۱۵ میں حق تعالیٰ کے لئے قدوم واتیان کو ثابت کیا گیا ہے، اس کے بعد آیت ۱۶ تا ۱۹ میں استواء علی العرش یعنی عرش پر بیٹھنا ثابت کیا گیا ہے استواء کے معنیٰ جلوس کے آتے ہیں ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے بھی مخلوق کی طرح اعضاء و جوارح ہیں چہرہ بھی ہے ہاتھ پاؤں بھی ہیں جن سے پکڑتے ہیں اور چلتے پھرتے، آتے جاتے ہیں اور حق تعالیٰ تخت پر بھی بیٹھتے ہیں۔ ان آیات سے حق تعالیٰ کا مخلوق کے مشابہ ومماثل ہونا لازم آتا ہے اور اخیر کی آیت نمبر۲۰ میں فرمایا کہ اللہ کے مثل کوئی شئ نہیں ہے حق تعالیٰ جسمیت اور اعضاء وجوارح اور مماثلتِ مخلوق سے بالکل منزہ ومقدس ہے پس اخیر کی یہ آیت پہلی آیات کے بظاہر معارض ہے۔

رفع تعارض:

اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی آیات جن سے تشبیہ وتجسیم کا شبہ ہوتا ہے آیاتِ متشابہات کہلاتی ہیں جن میں علماء کے دو مسلک ہیں (۱) مسلکِ تفویض (۲) مسلکِ تاویل۔ مسلک تفویض کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معانی ومفاہیم کو حق تعالیٰ کے علم پر محمول کر دیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ حق تعالیٰ ہی ان کے مفہوم ومراد سے واقف ہیں ہم اپنی طرف سے ان کی کوئی تاویل وتفسیر کرتے ہیں تو اندیشہ ہے کہ وہ مراد حق کے خلاف ہو اس لئے سکوت وتسلیم ہی احوط ہے یہ طریق طریقِ اسلم کہلاتا ہے، حضراتِ سلف صالحین نے اسی مسلکِ تفویض کو اختیار کیا ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد، امام شافعی، امام محمد بن سعد بن معاذ مروزی، عبداللہ بن مبارک، ابومعاذ خالد بن سلیمان، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، محمد بن اسماعیل، ابوعیسیٰ ترمذی، ابوداؤد سجستانی اور قاضی ابوالعلاء ۔

صاعد بن محمد ؒ نے کتاب الاعتقاد میں امام ابویوسف ؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ ؒ سے نقل کیا ہے امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا: **لاینبغی لاحد ان ینطق فی اللّٰه تعالٰی بشئ من ذاته ولکن یصفه بما وصف سبحانه به نفسه ولایقول فیه برأیه شیئا تبارک اللّٰه رب العالمین.**

حافظ ابن حجر ؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اہل قرون ثلاثہ کا اس پر اتفاق ہے جن کے خیر القرون

ہونے کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے امام الحرمین شیخ ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ الجوینی ؒ نے اپنے رسالہ نظامیہ میں اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ امام ابوالحسن اشعری ؒ نے بھی اپنی کتاب میں جو اختلاف المصلین ومقالات الاسلامیین کے موضوع پر تصنیف کی ہے اسی کو اختیار کیا ہے اور اپنی کتاب الابانہ فی اصول الدیانہ میں اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ قاضی بیضاوی ؒ بھی طوالع میں فرماتے ہیں کہ آیاتِ متشابہات میں اول وبہتر سلف صالحین کی اتباع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تشبیہ وتجسیم سے منزہ مانتے ہوئے ان آیات کا علم حق تعالیٰ کے سپرد کر دینا ہے محققین صوفیاء کرام بھی مسلکِ تفویض ہی کے قائل ہیں دوسرا مسلک مسلکِ تاویل ہے۔ تاویل کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ متشابہات کے ایسے معانی ومفاہیم بیان کئے جائیں جو حق تعالیٰ کی شان کے مناسب ہوں جن سے تشبیہ وتجسیم لازم نہ آئے یہ مسلک حضرات متاخرین نے اختیار کیا ہے امام الحرمین ؒ اپنی کتاب الارشاد میں مسلک تاویل ہی کی طرف مائل ہیں۔

حق تعالیٰ نے ان حضرات کے قلوب پر الفاظ متشابہات کے ایسے معانی ومفاہیم منکشف فرمائے ہیں جو حق تعالیٰ کی شانِ جلالت کے مناسب اور تشبیہ وتجسیم سے بالکل منزہ ومقدس ہیں یہ طریق طریق احکم کہلاتا ہے چنانچہ یہ حضرات ان مذکورہ آیاتِ متشابہات میں مندرجہ ذیل تاویلات کرتے ہیں۔ پہلی پانچ آیات میں وجہ سے مراد ذات ہے چنانچہ محاورہ میں وجہ (چہرہ) بول کر ذات کو مراد لیا جاتا ہے جیسے کوئی شخص کسی پر غصہ ہوتے ہوئے کہتا ہے تو آج سے مجھ کو اپنا چہرہ مت دکھانا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھ سے دور اور پوشیدہ ہو جا میرے قریب بالکل نہ آنا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ چہرہ پر نقاب ڈال کر میرے پاس آجایا کرنا، چہرہ کے علاوہ باقی اعضاء مجھ کو دکھا دینا، صرف چہرہ مت دکھانا بلکہ چہرہ اور صورت بول کر پوری ذات مراد ہوا کرتی ہے پس آیات میں بھی وجہ سے مراد ذات ہے۔

فثم وجه اللّٰه ای ذات اللّٰه یریدون وجه اللّٰه ای ذات اللّٰه ویبقی وجه ربک ای ذات ربک وغیره.

اور آیت نمبر ۶ تا ۱۱ میں ید اور یمین سے مراد قوت ونصرت ہے **یداللّٰه فوق ایدیهم ای قوة اللّٰه و نصرة اللّٰه فوق قوتهم ونصرتهم** اور **مطویاتٍ بیمینه** میں یمین سے مراد قدرت ہے کہ آسمان حق تعالیٰ کی قدرت سے لپٹے ہوئے ہوں گے اور **یداه مبسوطتان** میں بسط یدین سے مراد سخاوت ہے سخی آدمی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں یا ید سے مراد نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دونعمتیں نعم دینویہ ونعم اخرویہ یا نعم ظاہرہ وباطنہ وسیع اور پھیلی ہوئی ہیں۔ اور آیت نمبر ۱۲ تا ۱۵ میں **یأتی ربک** اور **جاء ربک** میں مضاف محذوف ہے **یاتی امر ربک** اور **جاء امر ربک** اور **قدمنا الٰی ماعملوا** میں قدوم سے مراد قصد اور ارادہ ہے۔ **امی عمدنا وقصدنا الٰی ما عملوا من عمل** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی تفسیر منقول ہے ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم

• نے مجاہد ؒ سے یہی معنیٰ نقل کئے ہیں۔

اورآیت ۱۶ تا ۱۹ میں استواء سے مراد استیلاء اور غلبہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ عرش پر غالب ہیں یا استقراء کنایہ ہے ملک سے جیسا کہ علامہ زمخشری نے یہی معنیٰ کئے ہیں کہ حق تعالیٰ عرش کے مالک ہیں ملکیت کو جلوس واستواء سے تعبیر کردیا جاتا ہے کہا جاتا ہے **فلان استوی علی العرش** کہ فلاں شخص شاہی تخت پر بیٹھا ہے آج کل وزارت کی کرسی پر فلاں شخص بیٹھا ہے ان جملوں سے مراد یہ ہوتی ہے کہ شاہی تخت کا مالک اور کرسی وزارت کا مالک آج کل فلاں شخص ہے حقیقتا جلوس واستواء مراد نہیں ہوتا کیونکہ یہ جملہ کہ وزارت کی کرسی پر فلاں شخص بیٹھا ہے اس وقت بھی کہا جاتا ہے جب کہ وزیر کرسی پر نہ بیٹھا ہو بلکہ کسی ضرورت سے باہر سفر پر گیا ہوا ہو معلوم ہوا جلوس واستواء سے مراد بیٹھنا نہیں بلکہ مالک ہونا ہے کہ حق تعالیٰ عرش کے مالک ہیں یا استواء کے معنیٰ علا علی العرش لئے جائیں کہ حق تعالیٰ عرش پر بلند ہیں۔ بہرحال ان تاویلات ومعانی کے بعد حق تعالیٰ کے لئے جسمیت واعضاء وجوارح اور مشابہت ومماثلت بالمخلوق کا ہونا لازم نہیں آئے گا اور ان آیات اور اخیر کی آیت (**لیس کمثله شیٔ**) میں کوئی تعارض نہیں رہے گا۔ (روح المعانی وغیرہ)

مولانا محمد یٰسین سرہندی ثم بریلوی ؒ

استاذ گرامی استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ

بستی متصل سرہند کے رہنے والے تھے، اولاً احمد حسن کان پوری سے پڑھا پھر دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، حضرت شیخ الہند ؒ کے تلامذہ میں تھے، پہلے مدرسہ فیض عام کان پور میں درس دیا پھر ۱۳۱۲ھ میں بریلی چلے گئے، وہاں مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا۔ نہایت نیک نفس اور مرنجان مرنج مگر بے حد صاف گو عالم تھے، ساری عمر درس وتدریس میں مصروف رہے، روہیل کھنڈ میں ان کا علمی فیض مدتوں تک جاری رہا اور آج بھی اُن کا جاری کیا ہوا مدرسہ تشنگانِ علوم کو سیراب کررہا ہے۔ اُن کے بڑے صاحبزادہ مولانا عبدالرشید مرحوم کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ابتدائی کتب میں اُن کے شاگرد تھے اور مولانا کو بڑے ادب آمیز لہجہ میں خطوط لکھا کرتے تھے جو مولانا عبدالرشید مرحوم کے پاس محفوظ تھے، مولانا خیر محمد جالندھری ؒ بھی اُن کے حلقۂ تلامذہ میں شامل تھے۔

۷؍صفر ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی اور بریلوی ہی میں جس کو اُنہوں نے وطن بنالیا تھا اپنے مدرسہ ہی میں دفن ہوئے۔

﴿مرسلہ: مولانا محمد عابد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان﴾

اردو کے نفاذ کا مستحسن فیصلہ

تحریر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم

دنیا کی تمام اقوام کی اپنی اپنی زبانیں، اپنی تہذیب اور اپنا کلچر ہوتا ہے اور ہر ملک کے باسی اپنی زبانوں کو اپنی شناخت سمجھتے ہیں، اپنی تہذیب کو اپنی پہچان بناتے ہیں اور اپنے کلچر پر انہیں مان ہوتا ہے لیکن ہم ایسی بدقسمت قوم ہیں جو اپنی زبان پر شرمسار، اپنی تہذیب سے بیگانہ اور اپنے کلچر پر معذرت خواہانہ طرزِعمل اختیار کرتے ہیں۔قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہمارا اپنی قومی زبان سے جو طرزِعمل رہا وہ سب کے سامنے ہے۔ہم زبانی طور پر تو یہ کہتے رہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے لیکن ہم نے اس زبان کو اپنے دفاتر، اپنے تعلیمی اداروں، اپنے گھروں حتی کہ اپنی زندگیوں سے بے دخل کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔صرف یہی نہیں کہ ہم نے اردو کے ساتھ سوتیلوں والا سلوک کیا اور ہمیشہ اردو کے بارے میں معذرت خواہانہ طرزِعمل اپنایا بلکہ رفتہ رفتہ اردو خواں اور انگریزی داں نامی دو الگ الگ طبقے معرض وجود میں آ گئے۔جیسے ہندوں میں ذات پات اور برادریوں کے اعتبار سے اونچ نیچ کے تصورات پائے جاتے ہیں ہمارے ہاں یہ تصورات اردو اور انگریزی کے ساتھ دَرآئے اور قوم دو طبقوں میں بٹ گئی اور ہر گزرتے دن کے ساتھ ان طبقات کے مابین دوریاں بڑھتی چلی گئیں۔

واضح رہے کہ انگریزی سیکھنا، پڑھنا یا بولنا کوئی معیوب بات نہیں بلکہ زبان سیکھنے اور جاننے کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔اسی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام ؓ کو دیگر زبانیں سیکھنے کی تاکید فرمائی لیکن اصل مسئلہ مرعوبیت کا ہے۔ہمارے سامنے جاپان، چائنہ اور دنیا کے دیگر خطوں میں بسنے والی ان اقوام کی مثالیں بھی ہیں جو اپنی زبان اور اپنی تہذیب سے دستبردار نہیں ہوئے۔جنہوں نے اپنی زبان اور اپنے کلچر کی قیمت پر ترقی نہیں کی بلکہ وہ اپنی زبان بولتے رہے اور علم وہنر کی منازل طے کرتے چلے گئے۔مجھے دنیا کے مختلف ممالک میں جانے کا موقع ملا کئی ایسی اقوام دیکھیں جو انگریزی بولنے کو اپنی توہین سمجھتی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی برق رفتار ترقی انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

ہمارے نظام تعلیم کا افلاس ملاحظہ کیجیے کہ بچوں پر دوہرا بوجھ ڈالا جاتا ہے انہیں فن الگ سے سیکھنا پڑتا ہے اور زبان کا بوجھ الگ سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ایسے طلبہ جن کے لیے زبان سیکھنا لازم ہو یا جو انگریزی کو ایک مضمون کے طور پر پڑھنا چاہتے ہوں ان کا معاملہ تو جدا ہے لیکن ایسے طلبہ جنہوں نے جغرافیہ، ریاضی، تجارت، سائنس اور دیگر فنون پر دسترس حاصل کرنی ہو انہیں تو کم از کم زبان کے بکھیڑوں میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان جیسے دیگر سائنسدانوں اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کی مثال سامنے رکھنی چاہیے کہ وہ لوگ زبان کے جھنجھٹ میں نہیں پڑے تو انہوں نے ملک وملت کی منفرد نوعیت کی خدمات سرانجام دیں اور جنہیں شروع سے ہی زبان کے بکھیڑوں میں الجھایا گیا ان کی منزل پاکستان اور پاکستان کا مستقبل کبھی رہا ہی نہیں ان کی منزل اور ان کے خوابوں میں کوئی اور ہی دنیا بستی ہے اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جیسے تیسے بن پڑے وہ سات سمندر پار اپنے خوابوں کی دنیا میں جا بسیں۔اور جب وہ اپنے خوابوں کے جزیروں

میں جا بستے ہیں تو پھر ان کی ساری عمر یونہی پرائے دیسون کی نوکری میں بسر ہوتی ہے اور ان کی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں غیروں کی چاکری میں صرف ہو جاتی ہیں۔

اردو کے نفاذ کا فیصلہ تو یقیناً خوش آئندہ ہے لیکن یہ خواب اس وقت تک کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے نظامِ تعلیم کی اصلاح نہ کر لی جائے۔ نظام تعلیم میں جو مختلف طبقاتی سسٹم کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت متعارف کروائے گئے اور پہلی اینٹ ہی اس انداز سے رکھی جاتی ہے کہ ایک قسم کے اسکولز میں پڑھنے والے خود کو اس ملک کے مستقبل کا وارث اور قوم کا حکمران سمجھنے لگتے ہیں جبکہ دوسرے طبقے کے بچے رفتہ رفتہ خوئے غلامی سیکھ جاتے ہیں اس صورتحال سے بھی قوم کو نجات دلانے کی ضرورت ہے۔ یہ جو گزشتہ کچھ عشروں سے مدرسہ ریفارمز مدرسہ ریفارمز کی رٹ لگا کر ہم نے باقی تمام شعبوں کو اصلاحات سے مبرا قرار دے رکھا ہے اس طرز عمل سے چھٹکارا پا کر مجموعی طور پر ایجوکیشن ریفارمز کی تحریک میں بدلنا ہوگا تب اس ملک وملت کا مقدر بدل سکے گا۔

اردو کے نفاذ کی یہ ابتدائی کوششیں یقیناً لائق تحسین ہیں لیکن یاد رہے کہ بیوروکریسی اور نوکر شاہی کے وہ کل پرزے جو حقیقی معنوں میں اس ملک کے سیاہ وسفید کے مالک ہوتے ہیں وہ کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ ان کے اور قوم کے درمیان انگریزی زبان کی جو دیوار بڑی مشکل سے چُنی گئی اسے سپریم کورٹ کے ایک حکم کی بنیاد پر ڈھا دیا جائے۔ اگر 1973ء کے آئین پاکستان میں اردو کا سرکاری اور قومی زبان قرار پانا ہمارے ارباب بست وکشاد کا کچھ نہیں بگاڑ پایا تو اب سپریم کورٹ کا آرڈر کیا کر پائے گا؟ بلکہ ہماری اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان نے تاحال سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر عملدرآمد کے احکامات سرکاری محکموں اور دفاتر کو جاری نہیں کیے، اس لیے اردو کے نفاذ کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے جہدِ مسلسل کی ضرورت ہے اور مسلسل پہریداری کا تقاضہ ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اردو کا یہ حشر ہو چلا ہے کہ آج کل کے بچوں کو اردو لکھنا اور پڑھنا بھی نہیں آتی، بچے تو دور کی بات سکولوں میں ان کے اساتذہ کو بھی اردو سے دور کا کوئی واسطہ نہیں، اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو اپنی قومی زبان سے روشناس کروائیں، اردو لکھنے پڑھنے والوں کو ان کا صحیح مقام دیا جائے، ان کی حوصلہ افزائی کی جائے، ہمارے تعلیمی اداروں میں اردو پڑھانے والے اساتذہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی اور اردو کو سب سے آسان مضمون سمجھ کر اس کی تدریس کی ذمہ داری نااہل لوگوں کے سپرد کر دی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں آج ہماری نئی نسل اپنی قومی زبان سے نابلد ہوتی جارہی ہے۔ یہ طرز عمل نظر ثانی کا متقاضی ہے۔

اسی طرح گزشتہ کچھ عرصے سے ہمارے ہاں انگلش گزیدہ اردو کا نیا رواج چل نکلا ہے، جو شخص گفتگو میں دو چار الفاظ انگریزی کے بول لے اسے بڑا پڑھا لکھا سمجھا جاتا ہے اور جسے انگریزی کے دو چار الفاظ آجائیں وہ بھی دوسروں کو مرعوب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا، اردو کے نفاذ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے اس طرز عمل پر بھی غور کرنا ہوگا، اپنی قومی زبان کی ترویج کے لئے پوری قوم کو ملکر کوششیں کرنی ہوں گی، چند روز قبل کے اخبار میں خبر چھپی ہے کہ وزیراعظم پاکستان کے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس سے اردو میں خطاب کرنے پر غور کیا جا رہا ہے، یہ ایک اچھی خبر ہے، اگر عالمی سطح پر ایسی روایات قائم کی جائیں گی تو اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور اس سے ہماری زبان اور تہذیب کو بھی شناخت ملے گی۔

اردو

از:پروفیسر وسیم فضلی

جذبات و خیالات کا اظہار ہے اُردو گویا لبِ خاموش کی گفتار ہے اُردو
یہ اہلِ وفا اہلِ محبت کی زباں ہے اک شانہ کشِ گیسوئے خمدار ہے اُردو
ہر بات کے ذکر کے الفاظ الگ ہیں ہر طرح کے مضمون میں ہشیار ہے اُردو
ہے بزم میں یہ ساز و دف و چنگ کی آواز تو رزم میں تلوار کی جھنکار ہے اُردو
تقریر کا، تحریر کا ہر مرحلہ آسان ہر طرح کے اظہار کو تیار ہے اُردو
آغوش ہے وا، اس کی ہر اک قوم کی خاطر اے دوستو! کافر ہے، نہ دیں دار ہے اُردو
وہ میر ہوں، سودا ہوں کہ ہوں غالب و مومن ہر طرزِ سخن کے لئے تیار ہے اُردو
جو جذبے، کسی اور زباں سے بیاں ہوں ان کے لئے شائستہ اظہار ہے اُردو
حرفوں میں ہے محبوب کے انفاس کی خوشبو لفظوں میں محبت کا چمن زار ہے اُردو
ہے جذبہ اربابِ محبت کی طرح نرم محبوب کی شیرینیِ گفتار ہے اُردو
لفظوں کا خراج اس کو زباں نے دیا ہے ہے جس میں ہر اک پھول و گلزار ہے اُردو
یوں اور زبانیں بھی فرو مایہ نہیں ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ شہکار ہے اُردو
تعریف میں اُردو کی وسیم اور کہوں کیا اب بھی سبب گرمیِ بازار ہے اُردو

راہِ نجات

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب

حامدا و مصلیا و مسلما: اما بعد

قارئین کرام! دین اسلام انسانیت کے لیے ایک رحمتِ عظیمہ ہے، اس کے اصولوں پر عمل کرنے سے صرف آخرت ہی نہیں بنتی بلکہ دنیا کی بھی راحت وآرام حاصل ہوتا ہے، آج تک تمام کفریہ طاقتیں اس کو مٹانے کی کوشش کرتی رہی ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کا حامی وناصر ہے، اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور آج تک یہ دین محفوظ ہم تک پہنچا ہے، تو اسباب کے درجہ میں جن اکابر نے ہم تک دین پہنچایا ہے ان کی قدردانی اور ان پر اعتماد ضروری ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ البرکة مع اکابرکم (جامع صغیر مع فیض القدیر ص۲۲۰ ج۳ عن ابن عباس ◆) یعنی برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے اور عقلاً بھی یہ بات درست ہے کیونکہ اگر اکابر پر اعتماد اٹھ گیا تو سارا دین ہی مشکوک ہو جائے گا، مگر اس دور کا سب سے بُرا فتنہ اکابر بیزاری ہے کہ تحقیق کے نام پر اکابر سے اعتماد اٹھایا جا رہا ہے۔

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان میں بعض حضرات نے انبیاء □ کی دنیوی قبر کی حیات کا انکار کیا تو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت اقدس مولانا قاری محمد طیب قاسمی ♋ نے صلح کے جلسہ میں جو تقریر راولپنڈی میں کی اس میں فرمایا کہ ”علمائے دیوبند نے یہ عقیدہ (حیات) کتاب وسنت سے وراثتاً پایا ہے اور اس بارے میں ان کی سوچ کا طرز بھی متوارث ہی رہا ہے“ (ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہمارے اکابر کسی نئی آیت یا حدیث کو قبول نہیں کرتے اسی طرح وہ آیت یا حدیث کے مفہوم کی نئی تعیین کو پسند نہیں کرتے بالخصوص ایسا مفہوم جو اکابر کے مفہوم سے ٹکراتا ہو۔

گزشتہ سال ۱۴۳۶ھ میں جمادی الاخریٰ میں رابطۂ مدارس اسلامیہ کا جو اجلاس ہوا اس میں بھی مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا ”کوئی سمجھدار آدمی موجودہ حالات کی سنگینی سے ناواقف نہیں ہوسکتا جبکہ پوری دنیا ہی میں دینِ اسلام کے علمبرداروں اور نام لیواؤں پر عرصۂ حات تنگ کرنے کی مہم جاری ہے اور اسلام کی مکمل تعلیمات کو اصلی شکل میں پیش کرنے والے یہ مدارس اسلامیہ اس مہم کا سب سے پہلا نشانہ ہیں، لیکن جس طرح یہ حالات پہلی بار پیش نہیں آرہے

ہیں،اسی طرح ان سے مقابلہ کی حکمتِ عملی بھی ہمیں اسی قدیم اصول کی رہنمائی میں تیار کرنا ہوگی جس کی صحت وصداقت کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے کہ **لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح به اولها**'(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند بابت رمضان،شوال ۱۴۳۶ھ ص ۶۸)۔اس کے بعد انہوں نے مدارس کی جدت پسندی پر بھی تنقیدی نگاہ ڈالی ہے پورا مضمون پڑھنے کے قابل ہے، بہر حال مقصد یہ ہے کہ اکابر سے کٹنا خسارے سے خالی نہیں،کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھادیا تم نے　　　وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ﷫ نے اکابر پر اعتماد کی مثال یہ دی کہ جس طرح گاڑی کے ڈبے ترتیب کے ساتھ انجن سے لگے ہوتے ہیں کہ پہلا ڈبہ انجن کے ساتھ جڑا ہوتا ہے اور دوسرا ڈبہ پہلے ڈبے کے ساتھ ملا ہوتا ہے اور تیسرا ڈبہ دوسرے کے ساتھ،اس طرح انجن سب ڈبوں کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے،اگر مثلاً آخری ڈبے والے کہیں کہ ہم نے تو پہلے ڈبے کے ساتھ نہیں ملنا تو وہ ڈبہ کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا بعض حضرات اس کی مثال یہ دیتے ہیں کہ جیسے بجلی ایک جگہ پیدا ہوتی ہے اور پھر مختلف لائنوں سے شہر میں داخل ہوتی ہے اور پھر ہر گھر کو کنکشن ملتا ہے،اگر شہر سے باہر کوئی لائن کٹ جائے تو پورا شہر تاریک ہوجائے گا اگر کسی گھر کے فیوز کی چھوٹی سی تار جل جائے تو ماقبل سے رابطہ ٹوٹنے کی وجہ سے پورے گھر میں تاریکی چھا جائے گی،اسی طرح اگر ہمارا دینی رابطہ اکابر سے کٹ جائے تو گمراہی کی تاریکی پر ہی گزارہ کرنا ہوگا،اسی طرح اگر پندرھویں صدی میں کوئی کہے کہ میں درمیان کے واسطے چھوڑ کر بلاواسطہ حضور ﷺ سے دین لینا چاہتا ہوں تو وہ اسی طرح دین سے محروم ہوجائے گا جیسے گاڑی کا پندرھواں ڈبہ کہے کہ میں چودھویں ڈبے سے نہیں ملوں گا بلکہ بلاواسطہ انجن سے ملوں گا تو وہ منزل مقصود تک پہنچنے سے محروم رہا ہے یا کوئی آدمی کہے کہ میں اپنے گھر کے لیے بغیر کسی کنکشن کے واسطے کے گرڈ اسٹیشن سے بجلی لوں گا تو وہ روشنی سے محروم ہی رہے گا۔

اس زمانہ میں جتنے فتنے سامنے آتے ہیں وہ سارے اسلاف بیزاری کے مریض ہیں،کوئی اعتماد علی الحدیث میں اکابر سے کٹ گئے تو کوئی اعتماد علی الفقہ میں اکابر سے کٹ گئے،کسی نے قرآن وسنت کے مفہوم کے سمجھنے میں اکابر کی مخالفت کی،کوئی فرقِ باطلہ کی تردید میں اکابر سے کٹ گیا،البتہ بعض اوقات اکابر میں بھی اختلاف ہوتا ہے تو اس وقت ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ **علیکم بالسواد الاعظم** (مشکوۃ) یعنی بڑی جماعت کے ساتھ ملو۔اور جمہور سے اختلاف کرنے والا اگر کوئی ماہر فن بزرگ ہے تو اولاً تو اس کے قول کی توجیہ کی جائے اور اگر توجیہ ممکن نہ ہو تو اس بزرگ کا تسامح کہہ کر چھوڑ دیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے کہ ہماری عقل سے ان کی بات اونچی ہے اور اس مسلمہ بزرگ سے بدگمانی نہ کی جائے کیونکہ اللہ کے ولی سے بدگمانی ایمان کو

ضائع کرنے کا زوداثر ذریعہ ہے اور اگر اس بزرگ کی کتاب میں کوئی تحریف کا ثبوت ملتا ہو تو اس قول کی اس بزرگ کی طرف نسبت کی نفی کردے اور اگر جمہور کی مخالفت کرنے والا کوئی مسلّم بزرگ نہیں ہے تو احسن انداز سے اس کی تردید کردے (خلاصہ دیباچہ تنبیہ الطربی)

⌘ آج کل باطل فرقوں کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ تمہارے نظریات اکابر سے کٹے ہوئے ہیں تو پھر بعض اکابر کے شاذ اقوال پیش کرنا شروع کردیتے ہیں، حالانکہ یہ اصول شریعت کے بھی خلاف ہے اور عرف کے بھی خلاف ہے کیونکہ عرف میں اگر مثلاً ڈاکٹروں کا اختلاف ہوجائے، ایک طرف نوے ڈاکٹر ہوں، ایک طرف پانچ دس ہوں تو لوگ بڑی جماعت پر اعتماد کرتے ہیں اور چھوٹی جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں، مگر آج کل عوام دین کے بارے میں ہر کہ، مہ کہ کے قول کو یہ کہہ کر دلیل بنانے ہیں کہ جی! وہ کوئی کافر تو نہیں۔

ایک آدمی تین طلاق کے ایک ہونے کا فتوی مجھے دکھانے لگا میں نے کہا کہ یہ تو عقل اور نقل کے خلاف ہے کہ تین ایک ہوں، تو وہ مجھے کہنے لگا کہ جنہوں نے یہ فتوی لکھا ہے وہ کافر ہیں؟ میں نے اس کے اس سوال پر بڑا تعجب کیا کہ اس کے نزدیک کسی کے قول کے رد اور قبول کا معیار صرف کفر و ایمان ہے، میں نے کہا کہ جو تیری جیب کاٹتا ہے، تجھے جعلی دوائی دیتا ہے، دو نمبر کھاد یا سپرے دیتا ہے یا تجھے تھپڑ یا گولی مارتا ہے وہ بھی کافر نہیں؟ کیا تو دنیا کے معاملہ میں یہ ساری چیزیں برداشت کرلیتا ہے کہ جعلی دوائی دینے والا کافر نہیں، لہٰذا دوائی کھالو، میں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ دوا، غذا، کھاد، سپرے وغیرہ کو تو اپنی ضرورت سمجھتا ہے اس لیے وہاں پوری تحقیق کرتا ہے کہ یہ جعلی چیز تو نہیں؟

وہاں صرف اس کا مسلمان ہونا تیرے اعتماد کے لیے کافی نہیں اور دین کی ضرورت تیرے نزدیک دنیا کی چیزوں جیسی نہیں ہے اس لیے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لیے کہہ رہا ہے وہ کوئی کافر تو نہیں اور واقعہ یہی ہے کہ آج کل مسلمان کہلانے والے اسلام کو اپنی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ اسلام ہمیں مفت میں ملا ہے، اس پر ہماری جان، مال، وقت نہیں لگا اس لیے اس کی قدر نہیں، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو دین کی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

بہرحال بات اصولی طور پر فتنوں کی ہورہی تھی کہ ان کے لیے اعتماد علی السلف بہت بڑا تریاق ہے، اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو اعتماد علی السلف ہوتا تو وہ کبھی کفریہ نظریات عوام میں نہ پھیلاتا، اگر منکرینِ حدیث کو اس عتماد علی السلف ہوتا تو وہ کبھی بھی پٹڑی سے نیچے نہ اترتا، منکرینِ حیات انبیاء □ اگر اسلاف پر اعتماد کرتے تو کبھی اہل سنت سے نہ کٹتے۔

شعبۂ تحفیظ کے اساتذہ کے لیے چند مفید مشورے

تحریر: مولانا قاری محمد اسحٰق صاحب (جامعہ خیر المدارس ملتان)

مخدوم القراء جزریٔ وقت مجدد القراات حضرت اقدس مولانا قاری رحیم بخش صاحب نور اللہ مرقدہ کے الہامی فرامین کی روشنی میں چند باتیں تحفیظ کے مدرسین کے لئے عرض ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ استاد کو حکیم ہونا چاہئے اس پر فرمایا کہ جو اصول حفظ کے لئے لکھے ہوئے ہیں خود ان پر عمل نہیں جس کے بارے میں جو اللہ پاک نے دل میں ڈالا اس کے مطابق عمل کیا ایسا بھی ہوا کہ ایک کا ایک طریقہ پر کام چل رہا ہے اور دوسرے کا کام فرق سے چل رہا ہے۔ یہ فرق حافظہ کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے۔

حضرت ؒ فرماتے تھے کامیاب استاذ وہ ہے جو صبح کے وقت میں طلباء کے سننے سنانے کے کام سے فارغ ہو جائے، ظہر کے بعد اگلے دن کے کام کی تیاری کریں اگلے روز جو سبقی پارہ اور پارے سنانے ہیں ان کو طلباء یاد کریں اس کے بعد مطالعہ یاد کریں اور مغرب کے بعد صرف سبق یاد کریں۔

حضرت ؒ کا فرمان ہے کہ مغرب کے بعد کا وقت سبق یاد کرنے کے لئے اہم ہے۔

درسگاہ کا صبح کا وقت، کام کی نوعیت پر ہے بڑی منزلوں والے طلباء زیادہ ہوں تو ساڑھے چار یا پانچ گھنٹے ہونا چاہئے۔ وقت پر طلباء درسگاہ میں پہنچیں دس منٹ بعد سبق سننا شروع کر دیں اور سبق سے فارغ ہونے کے بعد دس یا پندرہ منٹ سبقی پارہ اور پاروں پر مشکل یا کچی جگہ پر ایک نظر ڈال لیں۔

درسگاہ کا وقت شروع ہونے کے آدھا گھنٹہ کے بعد پاروں کے سنانے کا کام شروع ہو جانا چاہئے۔

نوٹ: ......اگر کسی کا سبق کچا ہو تو دس منٹ بعد دوبارہ یاد کر کے سنائے اگر دس منٹ بعد نہیں سنا سکتا تو اب یہ کہہ دیا جائے کہ چند آیات اور ملا کر کل سنائے۔ سبق کچا ہونے کی وجہ سے پاروں کا کام متاثر نہ ہو۔

یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ یاد ہوگا سبق یاد کرنے سے اور یاد رہے گا سبقی پارہ اور سپارے یاد کر کے سننے سنانے سے۔ اس کے علاوہ منزل پڑھوا کر رکوع سنتے جائیں۔ منزل کے لئے ڈیڑھ تا دو گھنٹے ہونے چاہئیں۔

چار کام ہوئے (۱) سبق (۲) سبقی پارہ (۳) سپارے (۴) منزل

یہ چاروں کام دوپہر کی چھٹی سے پہلے پورے ہونے چاہئیں۔

اسی طرح حفظ کی درسگاہ کے لئے تین وقت پڑھائی کے لئے ضروری ہیں۔ (۱) صبح سے دوپہر تک (۲) ظہر کے بعد عصر تک (۳) مغرب سے عشاء تک اور اگر زیادہ منزلوں والے طلباء ہوں تو عشاء کے

بعد بھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ہونا چاہئے۔

نوٹ : منزل اور سپاروں کی ترتیب ایسی ہو کہ دس سے کم پاروں والا سبقی پارہ کے ساتھ ڈیڑھ یا دو پارے اور دس پاروں والا تین پارے اور بارہ پاروں والا چار پارے منزل پڑھے تو دو تین روز میں سارے پاروں کو پھیرا آجائے گا۔ پندرہ تا بیس پاروں کو تین روز میں سارے پاروں کو پھیرا آجانا چاہئے۔ اس میں اس بات کا بھی خیال رہے کہ جو پارے سنانے ہیں وہ منزل میں نہ پڑھے۔ اس طرح دو پارے سنانے میں اور تین، چار پارے پڑھنے سے آدھے پاروں کو پھیرا آجائے گا اور باقی پاروں کو دوسرے روز پھیرا آجائے گا۔

درسگاہ کا ماحول پڑھائی والا ہونا چاہئے بچے باتیں نہ کریں، اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، کھیلیں نہیں، استاد کو خوب مستعد اور سنجیدہ ہو کر بیٹھنا چاہئے، عام طور پر طلباء استاد کے بھی استاذ بننے کی کوشش کرتے ہیں اگر استاذ صاحب مستعد ہوں گے تو طلباء کی استاذی نہیں چلے گی۔

مزید یہ کہ طلباء کے سننے سنانے پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے کبھی کسی جوڑی کو بلا لیا کبھی کسی کو، اس سے سننے والے فکر و توجہ سے سنیں گے۔

حضرت اقدس ؒ کا فرمان ہے کہ حافظ کی تو قیامت میں بھی چھٹی نہیں ایک قرآن کریم پڑھ کر ہی گھر پہنچے گا دنیا میں پڑھتا رہے گا اور اس پر عمل کرے گا تو قیامت کے دن پڑھ سکے گا۔ اس لئے جمعہ کے روز بھی پڑھائی ہوگی۔

حضرت ؒ کا جمعہ کے روز کا معمول:

پہلے تو جمعہ کے دن فجر کی نماز کے متصل تقریباً دو گھنٹے پڑھائی کا تھا اور پینتیس سال یہ معمول رہا زندگی کے آخری پانچ سال جمعہ کے دن بعد نماز عصر تا عشاء پڑھائی ہوتی رہی اس پر یہ بھی فرمایا کہ پینتیس سال کے بعد معلوم ہوا کہ جمعہ کی شام پڑھانا مفید ہے۔

اکثر اساتذہ یہ غلطی کرتے ہیں کہ ابتدائی بچوں کی تجوید پر توجہ نہیں دیتے حالانکہ قاعدہ بنیاد ہے اگر بنیاد خراب ہوگئی تو آگے بھی خرابی رہے گی۔ اس لئے قاعدہ ہی سے بھرپور طریقہ سے تجوید پر محنت کریں اور پوری توجہ سے قاعدہ تجوید سے پڑھائیں اگر قاعدہ پر تجوید کی محنت کریں گے تو ان شاء اللہ قرآن کریم شروع کرنے پر تھوڑی سی توجہ سے صحیح پڑھے گا۔ اس لئے قاعدہ ہو یا ناظرہ یا حفظ، تینوں تجوید کے مطابق ہوں۔

اس بات کا بھی خیال رکھیں جو بچے سات سال سے زیادہ عمر کے ہوں ان کو قاعدہ کے بعد کلمے اور دعائیں یاد کرانے سے پہلے نماز یاد کرائیں اور نماز میں دعاقنوت بھی ہے۔ کلمے اور دعائیں بعد میں یاد کرائیں۔

استاذ صاحب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پڑھائیں۔تنخواہ پڑھانے کی نہیں ہوتی بلکہ وقت کی ہوتی ہے۔

استاذ صاحب خود بھی پڑھائی کے اوقات کی پابندی کریں، عادۃً درسگاہ سے نہ اٹھتے رہیں بلکہ شدید ضرورت کے وقت اٹھیں اور اگر ایک یا آدھ دن کے لئے کہیں جانا پڑے تو مدرسہ کے اصول کے مطابق رخصت لے لیں۔

استاذ صاحب سنت پرعمل کی پابندی کریں اور طلباء کو بھی سنت کا پابند بنانے کی کوشش کریں۔

استاذ صاحب خود بھی اپنے اساتذہ سے تعلق رکھیں اور وقتاً فوقتاً دعائیں لیتے رہیں۔

پڑھائی کے اوقات کی پابندی اور اساتذہ سے تعلق رکھنے سے کام میں برکت ہوگی۔حضرت اقدس قاری رحیم بخش صاحب ؒ کا اپنے استاذ شاطبیٔ وقت حضرت قاری فتح محمد صاحب ؒ سے آخر وقت تک فدایانہ تعلق رہا۔

استاذ صاحب کو چاہئے کہ پڑھانے میں ذکر کی نیت کرے اور صبح وشام ایک ایک تسبیح درود شریف کی پڑھے۔

حضرت اقدس قاری رحیم بخش صاحب ؒ حضرت اقدس رائے پوری ؒ سے بیعت ہوئے۔ حضرت قاری صاحب ؒ نے عرض کیا کہ حضرت ذکر کرنے کا وقت تو میرے پاس نہیں ہے اس پر حضرت اقدس رائے پوری ؒ نے فرمایا پڑھانے میں ذکر کی نیت کرلیں اور رات کو درود شریف کی تسبیح کرلیا کریں۔

حضرت اقدس حضرت قاری رحیم بخش صاحب ؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کی تاثیر گرم اور درود شریف کی تاثیر ٹھنڈی ہے اس طرح مزاج میں اعتدال آجائے گا۔اور خود حضرت قاری صاحب ؒ کا معمول دلائل الخیرات پڑھنے کا تھا۔

حضرت اقدس حضرت قاری رحیم بخش صاحب ؒ طلباء کو فجر کی نماز کے بعد سورۃ یٰسین اور ظہر کی نماز کے بعد سورۃ فتح اور عصر کی نماز کے بعد سورۃ النبا اور مغرب کی نماز کے بعد سورۃ الواقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ البقرۃ کے شروع سے **ھم المفلحون** تک آیت الکرسی سے رکوع کے ختم اور سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع اور سورۃ الملک مزید سورۃ الم سجدہ اور سورۃ الدخان بھی پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے۔

حضرت اقدس حضرت قاری رحیم بخش صاحب ؒ کی کتاب آداب تلاوت بھی پڑھیں ان شاء اللہ باعثِ برکت ہوگا اور اس پرعمل کے لئے حضرت کا فرمان کہ استاذ کو حکیم ہونا چاہیے ضرور مدِنظر رہے۔

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

شناختی کارڈ اور اپنا فوٹو دینے سے مالک نہیں بنا جاسکتا............!!

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

السلام علیکم و رحمة اللّٰہ و برکاتہٗ!

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارہ میں:

۲۰۱۲ء میں واپڈا نے اپنے ملازمین کی سہولت کے لیے درخواستیں مانگیں کہ قرعہ اندازی کے ذریعہ آسان اقساط پر ان کو پلاٹ فراہم کیے جائیں گے، ہمارے علاقہ کے واپڈا ملازم مرید خان کو میں نے کال کی کہ میں اس پلاٹ کے لیے درخواست دینا چاہتا ہوں، آپ مجھے شناختی کارڈ کی کاپی اور تصویر بھیج دیں، انہوں نے مجھے دیدیں، اور میں نے بینک میں مبلغ گیارہ ہزار روپے کا چالان جمع کروادیا، کچھ خرچہ میرا اس کے علاوہ بھی ہوا، تقریباً دو سال بعد وہ پلاٹ نکل آیا، اب چونکہ واپڈا کا ملازم تو مرید خان تھا اور وہ پلاٹ اسی کے نام تھا، میں نے اس پلاٹ کے کاغذ اس سے مانگے تو مرید خان نے مجھے کاغذ دینے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں نہیں دیتا، آنجناب سے درخواست ہے کہ شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ آیا شرعاً میں یہ پلاٹ لے سکتا ہوں یا نہیں؟ المستفتی: فاروق خان

الجواب

صورت مسئولہ میں پلاٹ کا استحقاق شرعاً مرید خان کا ہے، اس کی درج ذیل وجوہ ہیں:

(۱) یہ پلاٹ محکمہ نے اپنے ملازم کو دیا ہے، غیر ملازم کا استحقاق ثابت نہیں ہوسکتا۔ (۲) شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور اپنا فوٹو ارسال کرنے کو ہبہ قرار نہیں دے سکتے، کیونکہ ہبہ کے صحیح ہونے کے لیے موہوبہ چیز کا واہب کی مملوک ہونا ضروری ہے، جب کہ مذکورہ پلاٹ درخواست کے وقت مرید خان کی ملک نہیں چنانچہ درمختار میں ہے: **و شرائط صحتها فی الواهب العقل و البلوغ و الملک** (ص ۵۰۸، ج۴) مرید خان کے انکار کو رجوع عن الہبہ بھی قرار نہیں دے سکتے، کیونکہ ہبہ قبضہ سے تام ہوتا ہے، جب کہ صورت مسئولہ میں فاروق کا پلاٹ پر قبضہ متحقق نہیں ہوا، ہبہ کے تام ہونے سے پہلے رجوع کرلینا وعیدات میں شامل نہیں۔ **و شرائط صحتها فی الموهوب ان یکون مقبوضا غیر مشاع ممیزا غیر مشغول** (ایضا) درمختار میں ہے: **صح الرجوع فیها بعد القبض اما قبله فلم تتم الهبة** (ایضا ص۵۱۵) صورت مسئولہ میں میں زیادہ سے زیادہ مرید خان کی طرف سے وعدہ خلافی پائی گئی ہے۔ بلا عذر شرعی وعدہ خلافی نہیں کرنی چاہیے، **لقوله تعالیٰ اوفوا بالعهد** تاہم بیوی بچوں کا آڑے آنا اور اپنا یا بچوں کے لیے مکان کا نہ ہونا شرعاً عذر رہے گا۔.................واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۴۳۵/۱۱/۱۳ھ

نقد ونظر

محمد ازہر

کُتب نُما



قرآنی صفوۃ المصادر:

تالیف: مولانا محمد طارق (فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان)

''قرآنی صفوۃ المصادر'' کا بنیادی ہدف یہ ہے کہ قرآن کریم میں آنے والے افعال اور اسماء کو ہفت اقسام کی ترتیب کے مطابق جمع فرمایا گیا ہے اور پھر قرآن کریم میں استعمال شدہ صیغوں کے معانی بھی ذکر کر دیئے ہیں۔ قرآنی امثلہ سے قواعد صرف کا اجراء دیگر امثلہ کی نسبت سہل اور اوقع فی النفس ہو گیا ہے۔ فاضل مؤلف کی یہ تالیف مدارس عربیہ کے ابتدائی طلبہ کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اُمید ہے کہ طلبہ و اساتذہ اس سے خاطر خواہ مستفید ہوں گے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت بہتر صفحات ۲۶۲ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0300-7335521

ماہنامہ ''القاسم'' کا مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی ؒ کا خاص نمبر:

ترتیب وتالیف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی

ناشر: جامعہ ابوہریرہ ♦ خالق آباد نوشہرہ، کے پی کے۔ پاکستان

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچویؒ اس سال ۲۲ شوال ۱۴۳۶ھ (۸/ اگست ۲۰۱۵ء) کو اس دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ حضرت قاضی صاحب ؒ مجموعہ حسنات و کمالات تھے اُن کے نامِ نامی اور ذات گرامی کے ساتھ ''یادگارِ اسلاف'' کا لفظ حقیقی طور پر چسپاں ہوتا تھا۔ یعنی وہ اس دور میں اکابر کے تقویٰ وعلم اور اتباع سنت کا نمونہ تھے، آپ ؒ کے جامع کمالات شاگرد اور بیسیوں علمی و دینی اصلاحی کتب کے مؤلف برادرِ مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم نے دو ہفتے کی مختصر مدت میں اپنے زیر ادارت شائع ہونے والے رسالہ ''القاسم'' کی خصوصی اشاعت میں حضرت قاضی صاحب ؒ کی سیرت وسوانح مذہبی، علمی، تدریسی اور ملی خدمات افادات اور عارفانہ واقعات کا ایسا مرقع پیش فرمایا ہے کہ پوری کتاب پڑھے بغیر رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ اللہ والوں کے یہ ایمان افروز واقعات براہِ راست دلوں پر دستک دیتے اور اثر انداز ہوتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کی فقیہانہ، عالمانہ اور عارفانہ جلالتِ قدر کا تقاضا تھا کہ اُن کی شخصیت کے تمام پہلو محفوظ ہو کر آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بنیں۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زید مجدہم نے یارانِ نکتہ دان کے لئے نقش اول پیش کر دیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس سے اور چراغ بھی جلیں گے۔ کاغذ، کمپوزنگ طباعت عمدہ۔

اسلام اور دہشت گردی:

تالیف: برق التوحیدی

ناشر: بیت التوحید دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) پاکستان

آج غیر مسلم طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ان پر تنگ نظری، تعصب، انتہاء پسندی اور دہشت گردی کے الزامات لگاتی ہیں، اسلام اور مسلمانوں پر لگائے گئے ان الزامات کا مسکت جواب مولانا برق التوحیدی نے مذکورہ بالا کتاب میں دیا ہے، کتاب مخالفین وموافقین سب کے لیے قابل مطالعہ ہے

صفحات: ۱۴۰ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0301-7297173

تاثراتِ مفتی اعظم ؒ:

مرتب: محمد عدنان مرزا

ملنے کا پتہ: ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ؒ کو حق تعالیٰ شانہ نے اصلاح وتزکیہ اور تبلیغ وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی قابل رشک ذوق عطا فرمایا تھا، حضرت مفتی صاحب ؒ نے اپنی تالیفات کے علاوہ دیگر بیسیوں مصنفین کی تحریرات کے بارے میں تقریظی وتعریفی کلمات ومقدمات تحریر فرمائے، محترم جناب عدنان مرزا صاحب نے ان تقریظات ومقدمات کو بقدرِ استطاعت جمع فرمادیا ہے، اس ایک کتاب کے مطالعہ سے قاری بیسیوں کتب کے اجمالی مطالعہ وتعارف سے باخبر ہو جاتا ہے۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات: ۳۲۰ قیمت درج نہیں رابطہ: 0321-2466024

تحریک ختم نبوت اور خواتین:

تالیف: حمیرا التوحیدی

ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

عقیدہ ختم نبوت کے عزت وحرمت اور حفاظت کے لیے مردوں کی طرح خواتین نے بھی کئی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں اور غیرت دینی کا ثبوت فراہم کیا ہے، مذکورہ بالا رسالہ میں اختصار کے ساتھ ان خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ صفحات ۳۶ رابطہ: 0300-8661763

تلخیص النحو:

تالیف: مولانا شبیر احمد صاحب

ناشر: مکتبۃ الرؤف، جامع مسجد فاروق اعظم ♦ محلّہ عثمان ٹاؤن (نور پور) فیصل آباد

قرآن وحدیث سمجھنے کے لیے بنیادی فنون میں علم نحو بھی شامل ہے، مولانا شبیر احمد صاحب جامعہ

دارالقرآن فیصل آباد میں استاذ حدیث اور قابل مدرس ہیں، طلبہ کے مزاج اور ذوق کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے نحو کے ضروری مسائل کو جدید اور سہل انداز میں پیش کیا ہے، طلبہ واساتذہ کے لیے مفید ہے۔

صفحات: ۸۰ رابطہ: 0321-2913514

تحریک ختم نبوۃ کے اولین نقش:

تالیف: مولانا برق التوحیدی

ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے فتنے کی سرکوبی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے صحابہ کرام ؓ کی تعداد کم وبیش سات سو ہے، ان شہداء ختم نبوۃ کا مستقل اور یکجا تذکرہ کسی کتاب میں نہیں ملتا، مولانا برق التوحیدی نے اکثر کتب تاریخ وسیر کے مطالعہ کے بعد ان میں سے ۲۲۵ صحابہ کرام ؓ کا تذکرہ اس کتاب میں کیا ہے، بلاشبہ ان حضرات کا تذکرہ اور قربانیاں ایمان افروز ہیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات: ۱۸۴ قیمت: درج نہیں رابطہ 0300:8661763

قرض کے فضائل، مسائل اور احکام:

تالیف: مولانا منور حسین سورتی

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ ◆، خالق آباد، ضلع نوشہرہ، پاکستان

قرض کے فضائل، مسائل اور احکام پر مشتمل یہ کتاب عوام وخواص میں قرض کے مسئلہ میں تساہل بے فکری اور کوتاہی کو اجاگر کرتی ہے، شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہ نے اپنی اولاد کو جو وصیتیں فرمائی تھیں، ان میں ایک یہ تھی کہ "کسی سے قرض نہ لینا" یہ کوئی شرعی حکم نہیں، ایک تجرباتی رائے ہے، ناگزیر حالات میں قرض لینا برا نہیں، قرض لے کر ادائی کی فکر نہ کرنا برا ہے، بہرحال یہ ایک اہم موضوع تھا، جسے حضرت مولانا منور حسین سورتی نے خوبصورتی سے نبھایا ہے، حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب کے مقدمہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کے پیش لفظ نے اس اس کو خوبصورتی کے چار چاند لگا دیے ہیں۔

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات: ۱۶۸ قیمت درج نہیں رابطہ: 0301-3019928

مثالی خواتین:

تالیف: مولانا برق التوحیدی

ناشر: مکتبہ اسلامیہ ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

مردوں کی طرح عورتوں میں بھی بہت سی خواتین ایسی گزری ہیں جو اپنے تقویٰ وطہارت اور پاکیزہ

اوصاف کی وجہ سے امت کی دیگر عورتوں کے لیے نمونہ ہیں، ان خواتین نے بھی راہِ حق میں آلام و مصائب کو برداشت کیا اور بعض نے اپنی جان کی بازی بھی لگادی، مولانا برق التوحیدی صاحب نے اس کتاب میں سیدہ آسیہ ◻ (فرعون کی مسلمان بیوی) مریم صدیقہ ◻ (والدہ ماجدہ حضرت عیسیٰ ◆) ام المؤمنین سیدہ خدیجہ ◻، جگر گوشہ رسول ﷺ سیدہ فاطمہ ◻ اور سیدہ طاہرہ، طیبہ صدیقہ حضرت عائشہ ◻ کے ایمان افروز احوال و سوانح کا تذکرہ بہت پُر اثر الفاظ میں کیا ہے۔ اہل ایمان خواتین کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے

کاغذ کمپوزنگ طباعت عمدہ صفحات: ۱۳۶ قیمت: درج نہیں رابطہ 0300: 8661763

التحفۃ الترمذیہ و تلیہا التحفۃ العثمانیۃ :

باہتمام: سید عبدالناصر ترمذی

مدرسہ احیاء السنۃ فاروقہ، بک پوسٹ نمبر ۴۰۴۰۰ مضافات سرگودھا

صاحبزادہ محترم حضرت مولانا سید عبدالقدوس ترمذی زید مجدہم نے اپنے والد محترم حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذی ؒ کے علاوہ وقت کے جید علماء کرام سے حدیث شریف پڑھی اور سند اعتماد و اتصال حاصل کی، اس رسالہ میں آپ کی حدیث کی تمام اسناد کو جمع کر دیا گیا ہے، اہل علم کے لیے قابل قدر ہے۔

صفحات ۷۲ قیمت درج نہیں

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم کا دورہ تھائی لینڈ

تحریر مولانا محمد الیاس صاحب (تھائی لینڈ)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ اور جامعہ خیرالمدارس ملتان (پاکستان) کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ، جامعہ کاشف العلوم سرابوری تھائی لینڈ کی انتظامیہ کی دعوت پر تین روز کے لیے 27راگست 2015ء بروز جمعرات 6ر بجے صبح تھائی لینڈ پہنچے۔''بنکاک''ائیرپورٹ پر تھائی لینڈ اور ملائشیا کے علماء نے آپ کا پُرتپاک استقبال کیا۔''ملائشیا'' سے حضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب زید مجدہم مہتمم جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے فرمان پر مولانا امر معروف صاحب اور مولانا مسعود صاحب خصوصی طور پر آپ کے استقبال، ملاقات اور سفر تھائی لینڈ میں رفاقت کے لیے گزشتہ رات ہی''بنکاک''پہنچے تھے ہر دونوں حضرات پورے سفر میں حضرت کے ساتھ رہے۔

''ائیرپورٹ'' سے تبلیغی جماعت کی مجلسِ شوریٰ کے امیر محترم جناب بابو بھائی صاحب کے گھر تشریف لے گئے وہاں ناشتہ کا انتظام تھا اور محترم میزبان اپنے صاحبزادوں کے ہمراہ منتظر تھے۔ بعدازاں''نوتنک جوک''(یہ تھائی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی ہے باغ کے پھول) میں واقع حضرت مولانا حسن صاحب کے اسلامی اسکول میں تشریف لے گئے اس اسکول میں 650 طلبہ وطالبات زیرِتعلیم ہیں۔آپ نے یہاں مختصر بیان فرمایا اور طلبہ کو محنت اور شوق کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی تاکید کی۔ کچھ وقت آرام اور نماز ظہر کے بعد تھائی لینڈ کے مشہور و معروف سنگر جناب حبیب اللہ صاحب، جو حال ہی میں دوسال قبل دعوت وتبلیغ کی برکت سے''گانا''چھوڑ کر تبلیغ میں مصروف عمل ہیں۔ان کے گھر کھانے کے لیے تشریف لے گئے جو''بنکاک''سے''سرابوری''جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔

بعدازاں تقریباً 100 کلومیٹر کی مسافت کے بعد سرابوری پہنچے یہاں اہم شخصیات نے آپ کا استقبال کیا۔ نمازِ مغرب کا وقت ہو رہا تھا منتظمین کی فرمائش پر آپ نے نمازِ مغرب کی امامت کرائی نماز کے بعد مسلمانوں کی کثیر تعداد نے آپ سے ملاقات کی۔

یہ سرابوری کی خوبصورت جامع مسجد ہے اس کی تعمیر اِس علاقہ کی مشہور و معروف شخصیت جناب بھائی خان مرحوم نے مسلمانوں کے تعاون سے کرائی تھی۔ مرحوم کے عزیز جناب عبدالرشید خان صاحب نے اپنے گھر پر عشائیہ کا اہتمام کیا تھا جس میں اُن کے خاندان کے معززین اور پاکستان سے تشریف لائے ہوئے

مہمان بھی شریک تھے۔عشائیہ کے شرکاء سے آپ نے تھائی لینڈ میں مقیم مسلمانوں کے حالات معلوم کیے اور اُن کی دینی مشکلات معلوم کر کے مفید مشوروں سے نوازا۔ یہاں سے آپ جامعہ کاشف العلوم تقریباً 9/بجے شب پہنچے، یہ ادارہ ''سرابوری'' کے مضافاتی علاقہ میں تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

28/اگست 2015ء بروز جمعۃ المبارک آپ، راقم الحروف، جامعہ کاشف العلوم کے مہتمم اور بھائی عبدالرشید کے ہمراہ ''بنکاک'' تشریف لے گئے۔نماز جمعہ ''بنکاک'' کے معروف ہسپتال کی مسجد میں ادا کی۔

نمازِ جمعہ کے بعد اس ہسپتال کے متصل پاکستانی سفارتخانہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے پاکستانی سفارتخانہ کے کونسل جنرل محترم جناب امجد امین صاحب سے تفصیلی ملاقات کی اور تھائی لینڈ سے دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان کے دینی مدارس میں داخلہ کی خواہش رکھنے والے طلبہ کے لیے ''پاکستان کے ویزے'' کے سلسلے میں خصوصی تعاون اور سہولت کی درخواست کی۔اور اس سلسلہ میں پاکستان کی مختلف حکومتوں سے ہونے والے مذاکرات کی تفصیل بیان کی اور انہیں بتایا کہ پاکستان کی حکومت سے یہ طے پایا تھا کہ ''طالب علم'' جس مدرسہ یا جامعہ میں داخلہ کا خواہشمند ہے اس میں اپنی درخواست بھجوائے وہ مدرسہ اس کی درخواست منظور ہونے کی صورت میں باقاعدہ ''پاکستانی سفارتخانہ'' کے نام منظوری درخواست اور ویزہ کی سفارش کا خط جاری کرے۔نیز اگر آپ چاہیں تو ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' اپنے سے ملحق مدارس و جامعات کی درخواست پر اپنا خط بھی جاری کر سکتا ہے۔

تھائی لینڈ کے مسلمانوں کے بچوں کی ایک کثیر تعداد پاکستان جا کر تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن انہیں شدید مشکلات درپیش ہیں۔''سفارتخانہ'' ویزا جاری نہیں کرتا جبکہ ''ہندوستان'' سہولت کے ساتھ ویزا جاری کر رہا ہے۔جناب امجد امین صاحب نے حضرت کو یقین دلایا کہ وہ اس سلسلہ میں مکمل تعاون کریں گے۔اور فرمایا کہ ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے تصدیقی خط کی صورت میں ہمارے لیے ویزے کا اجراء آسان ہوگا۔حضرت نے تقریباً 200 کلومیٹر آمد و رفت کا یہ سفر محض اسی مقصد کے لیے کیا تھا تا کہ طلبہ کے ویزوں میں سہولت ہو۔پاکستانی سفارتخانہ میں اتفاقاً حضرت سے ''تھائی لینڈ'' میں ایشیائی ممالک کے درمیان ''جوڈو کراٹے'' کے مقابلوں میں شرکت کے لیے آنیوالے پاکستانی کھلاڑیوں کی ملاقات بھی ہوئی۔جنہوں نے آپ سے ملاقات پر ازحد مسرت کا اظہار کیا۔سفارتخانہ سے فراغت کے بعد آپ تقریباً 9/بجے شب واپس ''جامعہ کاشف العلوم'' تشریف لے آئے۔

29/اگست 2015ء بروز ہفتہ ''جامعہ کاشف العلوم'' میں 10/بجے صبح ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ''تھائی لینڈ'' کے علماء کرام کی ایک بڑی تعداد نے قرب و جوار اور دور دراز سے شرکت کی۔بعض علماء کرام ایک ہزار سے زائد کلومیٹر کا سفر کر کے یہاں پہنچے تھے اس تقریب میں ''مدرسہ ہذا'' کے آٹھ طلبہ نے ''حفظ قرآن کریم'' کی تکمیل کے موقعہ پر اپنا آخری سبق سنایا حضرت مدظلہم العالی نے ان ''حفاظ'' کی دستار بندی کرائی۔اس مدرسہ میں تقریباً 140 طلبہ زیر تعلیم ہیں ''تحفیظ القرآن الکریم'' کے علاوہ درس نظامی

کی تعلیم کا بھی انتظام ہے، فی الوقت ''درجہ اولیٰ'' کی تعلیم جاری ہے۔ حضرت اقدس نے اس موقع پر تفصیلی خطاب فرمایا، جس کا تھائی زبان میں ترجمہ تبلیغی جماعت سے وابستہ ایک تجربہ کار عالمِ دین نے بڑے جامع انداز میں کیا۔ تقریب میں شریک علماء کرام، معززین اور مسلمانوں کو آپ کے خطاب سے بڑا حوصلہ ملا۔ تبلیغی جماعت تھائی لینڈ کے نائب امیر حاجی حنیف صاحب، مفتی عبدالوہاب صاحب اور مفتی اسماعیل صاحب خصوصی طور پر اس اجتماع میں شرکت کے لیے طویل سفر کر کے تشریف لائے مہمان خصوصی حضرت ناظم اعلیٰ ''وفاق'' نے اپنے خطاب کے آخر میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ''مدرسہ کاشف العلوم'' کے الحاق کی منظوری کا بھی اعلان کیا۔ حضرت نے مدرسہ کے تفصیلی معاینہ اور کوائف معلوم کرنے کے بعد الحاق کی منظوری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تھائی لینڈ'' کے اس مدرسہ کا الحاق ان شاء اللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور ''تھائی لینڈ'' کے دیگر مدارس کے درمیان باہمی رابطہ کا ذریعہ بنے گا۔ نیز یہاں کے طلبہ کو پاکستان کے علماء سے علمی استفادہ کا بھی موقعہ ملے گا۔ ''تھائی لینڈ'' کے کسی بھی مدرسہ کا ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے ساتھ یہ پہلا الحاق ہے۔ ان شاء اللہ یہ ''الحاق'' بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوگا۔

اس تقریب سے فارغ ہونے کے بعد آپ ''بنکاک ائیر پورٹ'' کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں ''کون مسونک بنکاک'' میں معہد دارالعلوم الاسلامیہ میں مختصر وقت کے لیے مدرسہ ہذا کے اساتذہ کرام کے پُر خلوص اصرار پر ٹھہرے۔ اس معہد میں تقریباً 150 طلبہ زیرِ تعلیم ہیں درجہ تحفیظ القرآن الکریم اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کا انتظام ہے۔ یہاں بھی علماء کرام اور اساتذہ کرام نے آپ سے ملاقات کی۔ یہاں سے ''بنکاک'' ائیر پورٹ جانا ہوا۔ تھائی لینڈ اور ملائشیا کے علماء کرام نے آپ کو پاکستان کے لیے 6 بجے شام الوداع کیا۔

آپ نے اپنے تین روزہ دورہ میں نہایت مصروف وقت گزارا اور آپ کے دورۂ ''تھائی لینڈ'' پر ارباب مدارس دینیہ اور علماء کرام کو بہت مسرت ہوئی۔

اشتہار میٹھی

جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات واسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی صاحب (مدرس جامعہ خیرالمدارس ملتان)

منتظمین شاخہائے جامعہ خیرالمدارس ملتان کے اجلاس کی صدارت:

حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ خیرالمدارس ملتان کی شاخوں کے منتظمین حضرات کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور شاخوں کی کارکردگی کا جائزہ لے کر موجودہ ملکی صورتحال کے تناظر میں اہم ہدایات جاری فرمائیں، اجلاس میں جامعہ کے ناظمِ اعلیٰ مولانا نجم الحق صاحب، ناظمِ جامعہ مولانا عبدالمنان صاحب، ناظم تعلیمات مولانا شمشاد احمد صاحب، رئیس دارالافتاء مفتی محمد عبداللہ صاحب، دیگر اساتذہ کرام مولانا محمد عابد صاحب، مفتی عبدالحکیم صاحب، مولانا کلیم اللہ صاحب، بھائی مظہر رشید صاحب، راقم الحروف (شبیر احمد بہلوی) اور شاخوں کے نگران حضرات واساتذہ کرام نے شرکت کی۔

صدرِ وفاق شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ سے ملاقات:

۲۹ر ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ اور دارالعلوم کراچی میں نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور مختلف امور پر مشاورت کی۔

مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے کراچی میں ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ کے چاند کی رؤیت کے بارے میں منعقدہ مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔

کورکمانڈر ملتان جنرل اشفاق ندیم سے ملاقات:

یکم ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے ملتان میں کور کمانڈر جنرل اشفاق ندیم صاحب سے ملاقات کی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان ودینی مدارس کی خدمات اور دینی مدارس کے نظامِ تعلیم ونصابِ تعلیم پر گفتگو کی۔

ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی محترم رائے محمد طاہر سے ملاقات:

۶ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے اتحاد تنظیمات

مدارس پاکستان کے وفد کے ہمراہ ایڈیشنل آئی جی انسداد دہشت گردی پولیس پنجاب محترم رائے محمد طاہر سے ملاقات کی اور پنجاب میں علمائے کرام، اہل مدارس (مہتممین ومدرسین) کے نام غلط طور پر فورتھ شیڈول میں داخل کرنے، ان کے خلاف ناجائز مقدمات قائم کرنے اوران کو ہراساں کرنے کی تفصیلات سے آگاہ کیا، انہوں نے اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ پاکستان (ملتان) میں مارکنگ ضمنی امتحان ۱۴۳۶ھ کا معائنہ:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر ملتان میں ضمنی امتحان ۱۴۳۶ھ کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ (جانچ پڑتال اور نمبر لگانے) کا معائنہ کیا اور ناظم دفتر وفاق مولانا عبدالمجید صاحب، محاسب دفتر وفاق چوہدری ریاض احمد صاحب، ممتحنینِ اعلیٰ مولانا شمشاد احمد صاحب، مولانا اصلاح الدین صاحب، مولانا جان محمد صاحب، مولانا عبدالخالق صاحب، مولانا سراج الحق صاحب سے ملاقات اور مارکنگ سے متعلق مشاورت کی، نیز اس موقع پر موجود ممتحنین مولانا عبدالرحیم، مولانا ظہور احمد، مولانا یامین شاکر، مولانا شبیر احمد بہلوی، مولانا کلیم اللہ، مولانا معاویہ محمود، مولانا سلیمان سعد، مولانا ظفر معاویہ، مولانا سرفراز رحمانی، مولانا محمد عرفان مولانا شہباز احمد، مولانا مختار احمد، مفتی زاہد محمود وحسی سے بھی مارکنگ سے متعلق گفتگو فرمائی۔

مفتی محمد منیب الرحمٰن کے ہمراہ محترم احسان غنی (وزارت داخلہ) سے ملاقات:

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے جنرل سیکرٹری مفتی منیب الرحمٰن صاحب کے ہمراہ وزارت داخلہ کے سینیئر افسر محترم احسان غنی صاحب سے ملاقات کی، اس ملاقات میں تفصیلی مشاورت کے بعد دینی مدارس کے کوائف اور رجسٹریشن کے لیے فارم تجویز کیا گیا۔

سعودی سفیر محترم عبداللہ بن مرزوق الزہرانی کی دعوت پر تقریب میں شرکت:

۱۴ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے سعودی سفیر محترم عبداللہ بن مرزوق الزہرانی کی دعوت پر سعودی عرب کے قومی دن کے موقع پر اسلام آباد میں منعقدہ تقریب میں شرکت کی۔

علمائے کرام چترال کی طرف سے منعقدہ استقبالیہ میں شرکت:

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم اسلام سے آباد سے اپنے صاحبزادے اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کے استاذ مولانا احمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہ کے ہمراہ

بذریعہ ہوائی جہاز چترال روانہ ہوئے، چترال ائیر پورٹ پر علمائے کرام نے شاندار استقبال کیا اور ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی جس میں حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

سیلاب سے متاثرہ مدارس اور کالاش کے علاقوں کا دورہ:

۱۶ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے کالاش میں سیلاب سے متاثر ہونے والے علاقوں اور مدارس کا دورہ کیا اور سیلاب سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لیا۔

اہل مدارس ضلع چترال کے اجلاس کی صدارت اور نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب:

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز جمعہ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے ضلع چترال کے اہلِ مدارس (مہتممین ومدرسین) کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور اہل مدارس کو مدارس دینیہ کے تحفظ کے لیے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے کی جانے والی کوششوں اور اقدامات، نیز وفاق المدارس العربیہ اور حکومت کے مابین ہونے والے مذاکرات کی تفصیلات سے آگاہ کیا، بعدازاں چترال کی شاہی جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل نمازیوں کے بہت بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔

''وفاق ہاؤس'' اسلام آباد میں اجلاس کی صدارت:

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۳ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے وفاق ہاؤس اسلام آباد میں منعقدہ راولپنڈی واسلام آباد کے علمائے کرام کے اجلاس کی صدارت کی اور دینی مدارس سے متعلقہ امور بالخصوص چرمہائے قربانی کے بارے میں تفصیلی مشاورت کی کیونکہ بعض اضلاع میں انتظامیہ کی طرف سے چرم قربانی کی وصولی پر پابندی لگائی گئی اور بہت سارے مدارس کو چرم قربانی کی وصولی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا، اجلاس میں آئندہ ایسی مشکلات سے بچنے کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا، اس اجلاس میں قاضی عبدالرشید، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا عبدالقدوس محمدی ودیگر علمائے کرام نے شرکت کی۔

ڈی جی رینجرز سے کراچی میں ملاقات:

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے کراچی میں علمائے کرام کے ہمراہ ڈی جی رینجرز سندھ سے ملاقات کی اور صوبہ سندھ کے مدارس سے متعلقہ امور پر گفتگو کی، اس وفد میں مولانا عبیداللہ خالد، مولانا حکیم محمد مظہر، مولانا محمد ابراہیم سکرگاہی، مولانا عمران اشرف، مولانا سعید عبدالرزاق شامل تھے۔

صوبائی وزیر قانون پنجاب کی زیر صدارت منعقدہ ڈویژنل امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت:

۲۲ ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۷ اکتوبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے سرکٹ ہاؤس ملتان میں صوبائی وزیر قانون پنجاب رانا ثناء اللہ کی زیر صدارت منعقدہ ڈویژنل امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر مختلف اضلاع میں انتظامیہ کی طرف سے اہل مدارس کو چرم قربانی کی وصولی میں پیش آنے والی مشکلات سے آگاہ کیا، اس اجلاس میں ہوم سیکرٹری پنجاب اور آئی جی پنجاب ودیگر اہم ذمہ داران بھی شریک تھے۔

جامعہ خیر المدارس کا ایک اور اعزاز:

الحمدللہ! جامعہ خیر المدارس ملتان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم بانیان کے اخلاص، بزرگوں کی دعاؤں، حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم ناظم اعلیٰ، ناظم تعلیمات حضرت مولانا شمشاد احمد صاحب مدظلہ اور جامعہ کے اساتذہ کرام کی شبانہ روز محنت کے باعث علم وعمل کی راہ میں ترقی کے منازل طے کررہا ہے۔

گزشتہ سال ماہ رجب الخیر ۱۴۳۶ھ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحانات میں جامعہ خیر المدارس کے چار ہونہار اور محنتی طالب علموں نے وفاق اور صوبائی سطح پر مجموعی طور پر چار پوزیشنیں حاصل کی تھیں، اب نظرِ ثانی کی درخواست کے بعد درجہ رابعہ کے ایک طالب علم عبیدالرحمٰن خان ولد نذیر احمد خان (ملتان) نے وفاق کی طرف سے جاری کردہ رزلٹ کے مطابق ۵۷۱ نمبر حاصل کرکے صوبہ پنجاب میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

اس طرح مجموعی طور پر ۱۴۳۶ھ کے سالانہ امتحانات میں جامعہ خیر المدارس ملتان نے ایک وفاقی اور چار صوبائی پوزیشنیں حاصل کی ہیں۔

⌘ اللہ تعالیٰ تمام اساتذہ کرام بالخصوص حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب زید مجدہم، ناظم تعلیمات مولانا شمشاد احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں جن کی دعاؤں اور محنت کی برکت سے جامعہ کا نظام تعلیم ترقی پذیر ہے، تمام پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ، ان کے والدین، اعزہ واقارب اور اساتذہ کرام کو ماہنامہ الخیر کی مجلس مشاورت کے جملہ اراکین کی طرف سے مبارک باد پیش کی جاتی ہے۔

ابوعمار فیاض احمد عثمانی
ناظم ماہنامہ الخیر ملتان

اشتہار